ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

1 ربیع الثانی 1438ھ / جنوری 2017ء

احرار
عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے
87 سال

احرار اور سیاست

بعض لوگ ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مجلس احرارِ اسلام چونکہ الیکشن بازی سے الگ ہوگئی ہے لہٰذا اب اسے ملکی معاملات میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں رہی۔ گویا ان کا مطلب ہے کہ ہم لوگ مر چکے ہیں یا ہم نے ملک چھوڑ دیا ہے۔ سیاستِ افرنگ کے فریب خُوردہ اُسیر سن لیں!

ہم نے اپنے ملک اور اپنے حقوق سے قطعاً کنارا کشی نہیں کی۔ کوئی شریف انسان ایسا نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے حقوق شہریت زائل کر دے۔ پاکستان ہمارا ملک ہے اور ہمیں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے یہاں رہنا ہے، بات کرنا ہے، صحیح راستہ دکھانا ہے اور غلط روی پر ٹوکنا ہے۔ گردوپیش کے مسائل و حالات سے ہم چشم پوشی کر سکتے ہیں نہ لاتعلق رہ سکتے ہیں۔ اس ملک کی تعمیر میں ہمارا خون پسینہ ہے۔ ہمیں تمام ملکی معاملات پر اپنی رائے کا برملا اظہار کرنا ہے۔ سیاست اور معیشت و تجارت میں حصہ لینا ہے اور ملازمتوں میں اپنا حق بھی وصول کرنا ہے۔ ہمارے بچوں نے یہیں تعلیم حاصل کرنی ہے اور تعلیم کے بعد ملازمت بھی ان کا بنیادی حق ہے۔ ملکی معاملات میں ہمارا بھی اتنا ہی دخل ہوگا جتنا اور کسی کو دعویٰ ہو سکتا ہے۔ ہم اپنا حق شہریت پورا پورا استعمال کریں گے اور کسی قیمت پر اس سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

ہم نے صرف جدوجہد کا رخ بدلا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ سول نافرمانی، ڈائریکٹ ایکشن یا الیکشن کے ذریعے ہی اپنے حقوق حاصل کیے جائیں، اور بہت سے معقول ذرائع سے بھی یہ حقوق حاصل ہو سکتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کو اب ملکی سیاست میں نئی حکمتِ عملی کے ساتھ ایک فعال کردار ادا کرنا ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

خطاب: احرار ختم نبوت کانفرنس ملتان نومبر ۱۹۵۰ء

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ

''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے۔تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔شاید کہ وہ لوٹ آئیں ○ آپ فرما دیجیے کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ لوگ (تم سے) پہلے ہوئے ہیں، ان کا کیسا انجام ہوا ہے۔اُن میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔''

(سورۃ الروم: ۴۱-۴۲)

ارشادِ نبوی ﷺ

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔عرض کیا مجھے ایسے عمل کی رہنمائی کریں کہ میں اس کو کروں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی ایسی عبادت کر کہ اس میں کسی شے کو شریک نہ کر، اور فرض نماز کو ادا کر اور زکوۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔اس نے کہا قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! نہ میں اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کچھ کم کروں گا۔پس جب وہ اعرابی جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پسند کرے اس بات کو وہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو اس آدمی کو دیکھ لے۔''

(مشکوٰۃ-ص۱۲، متفق علیہ)

الآثار

''اگر تم اس لیے نہیں اٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے نہیں اٹھو گے۔اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے، آنکھ نہیں کھولو گے۔اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اُٹھے گی، کانوں کو نہیں کھولو گے۔تو آہ! یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اُٹھی، اس پر بھی تم خبردار نہ ہوئے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائیں اور کرۂ ارضی دھواں بن کر اُڑ جائے۔''

(امام الہند مولانا ابوالکلام، آزاد، افسانۂ ہجر و وصال)

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 28 شمارہ 1 ربیع الثانی 1438ھ / جنوری 2017ء

Regd.M.NO.32

ترتیب

اداریہ:	مجلس احرار اسلام کا ۸۷واں یوم تاسیس خدمات، اہداف اور حکمت عملی	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرہ:	تحریکِ ختم نبوت کی موجودہ صورت حال!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	حلب کی دم توڑتی سانسیں	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	5
〃	کیا "ہیپی کرسمس" پیغام ہی امن کا ضامن ہے؟	فاروق درویش	7
〃	امریکی کمیشن کا پاکستان میں توہین مذہب کا قانون اور قادیانی مخالف شقیں ختم کرنے کا مطالبہ	انصار عباسی	9
〃	ذوالمیال: مسلم قادیانی تنازع کے اسباب اور حقائق	مولانا تنویر الحسن احرار	11
فیس بک:	دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ قتل کس نے کیے؟	حزل حمید	14
ماضی کے جھروکے سے:	امیر شریعت کا عجز و انکسار	ڈاکٹر اسامہ قاری	15
روداد:	اکتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر کی روداد	عبدالمنان معاویہ/ مولانا کریم اللہ	16
ادب:	نعت	ساغر صدیقی/ الطاف حسین لنگڑیال	23
〃	نعت	سراج الدین ظفر	24
〃	نعت	سلمان قریشی	25
〃	یہ طلب ہے میرے مہرباں	سید محمد معاویہ بخاری	26
〃	حلب کی دکھی کہانی	ثمریاب ثمر	27
〃	نشے اور غربت کا ستایا ہوا شاعر..... ساغر صدیقی	مولانا مجاہد الحسینی	29
〃	عشق کے قیدی (قسط:۵)	ظفر جی	32
دین و دانش:	اوّل انعام پانے والے	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	41
〃	احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۹)	حافظ عبیداللہ	43
مطالعۂ قادیانیت:	قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (قسط:۱)	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	53
ظلمت سے نور تک:	قادیانیت سے تائب محمد انفال کا قبولِ اسلام	مفتی توصیف احمد	58
یادِ رفتگاں:	شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ	مولانا محمد زاہد اقبال	60
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم (امیر احرار/ امیرِ شریعت)

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

تزئین
محمد مزمل حمید

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد
0300-7346095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ———— 200/- روپے
بیرون ملک ———— 4000/- روپے
فی شمارہ ———— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: اشتیاق پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

مجلس احرارِ اسلام کا ۸۷ واں یوم تاسیس
خدمات، اہداف اور حکمت عملی

سید محمد کفیل بخاری

مجلس احرار اسلام برصغیر کی قدیم حریت پسند اور ایثار پیشہ جماعت ہے۔تحریک خلافت کے خاتمے پر ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چودھری افضل حق، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا مظہر علی اظہر، خواجہ عبدالرحمٰن غازی، شیخ حسام الدین اور مولانا ظفر علی خان رحمہم اللہ جیسے محبّ وطن اور مخلص رہنماؤں نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان سے انگریز کا انخلاء اور کامل آزادی ،مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی حقوق کا تحفظ اور مخلوق کی خدمت قیام احرار کے بنیادی مقاصد قرار دیے گئے۔اپنے قیام کے تین ماہ بعد تحریک کشمیر ۱۹۳۰ء کی بھرپور قیادت، شرکت اور قربانیوں نے احرار کو شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیا۔قومی، سیاسی و دینی تحریکوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ احرار ہر تحریک میں نمایاں تھے۔قید و بند اور مالی و جانی قربانیوں میں احرار سب سے آگے تھے۔مجلس احرار میں ہر طبقے اور مکتب فکر کے لوگ شامل ہوئے اور انھوں نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ اپنے اہداف حاصل کیے۔ کانگریس اور مسلم لیگ کی موجودگی میں اپنا مقام حاصل کرنا جان جوکھوں کا کام تھا۔مگر احرار نے اپنا مقام حاصل کیا۔ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی حقوق کا تحفظ سیاست کے میدان میں ہی ہوسکتا تھا۔ ۱۹۳۶ء میں ہندوستان کے پہلے عام انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔مفکر احرار چودھری افضل حق مولانا مظہر علی اظہر اور دیگر متعدد رہنما کامیاب ہو کر قانون ساز اسمبلی میں پہنچے۔ اسی طرح ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں بھی بھر پور حصہ لیا اور پنجاب کے جاگیرداروں کا زبردست مقابلہ کیا۔مجلس احرار اسلام نے ہمیشہ برطانوی استعمار اور اس کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کو عوام میں بے نقاب کیا، غریب اور متوسط طبقے کے مسلمانوں کے حقوق کی آواز بلند کی اور خدمت خلق کے ذریعے عوام میں رسوخ حاصل کیا۔

جنوری ۱۹۴۹ء میں انتخابی سیاست سے علیحدگی اختیار کر کے جماعت کو تبلیغی و تحریکی سرگرمیوں تک محدود کرلیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ قیام پاکستان کے بعد احرار سیاسی افق پر مسلم لیگ کے مقابلے میں واحد اپوزیشن پارٹی نظر آتی تھی اور قیادت کا خیال تھا کہ ملک کی بانی جماعت کی اپوزیشن کا لیبل تبلیغی کاموں کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ تحریک پاکستان میں مسلم لیگ نے مسلمانوں کے ساتھ جو وعدے کیے ان کی تکمیل کا اسے کھلا موقع دیا جائے اور مکمل تعاون کیا جائے۔ادھر بھارت نے کشمیر کے محاذ پر پاکستان پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ ملک بھر میں دفاع پاکستان احرار کانفرنسیں منعقد کی گئیں

اوراحرار رضا کاروں کوملک کی سلامتی اور دفاع کے لیے پیش کرنے کا اعلان کیا۔ایک سال بعد ۱۹۵۰ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ نے آٹھ قادیانی امیدواروں کوٹکٹ دیا تو مجلس احرار نے اس کی شدید مخالفت کی، انتخابی مہم میں بھر پور حصہ لیا، تمام قادیانی امیدواروں کوعبرتناک شکست ہوئی اوران کی ضمانتیں ضبط ہوئیں۔ وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کی سرپرستی میں حکومتی اداروں میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ اور بلوچستان کوقادیانی سٹیٹ بنانے کی سازشوں نے ہرمحبِّ وطن کوفکرمند کردیا۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظِ ختم نبوت کی پاداش میں حکومت نے احرار کوخلاف قانون قرار دیا اور ۱۸/اگست ۱۹۵۸ء کوچار سال بعد پابندی ختم کردی۔ ۲۵/ستمبر ۱۹۵۸ء کوسیاست میں دوبارہ شمولیت کا فیصلہ ہوالیکن دو ماہ بعد ۸/اکتوبر ۱۹۵۸ء کوجنرل ایوب خان نے مارشل لا لگا کرتمام جماعتوں پر پابندی عائد کردی۔ ۱۶/جولائی ۱۹۶۲ء کوایوب خان نے سیاسی پابندیاں ختم کیں تو جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پھر سے احرار کی شیرازہ بندی کی۔ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۲ء تک دس سال جماعت پابندیوں کی زد میں رہی۔

۱۹۵۶ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت علماء اسلام قائم کی تو احرار کارکنوں کی بڑی تعداد جمعیت علماء اور دیگر سیاسی جماعتوں میں شامل ہوگئی۔تاہم ابناءِ امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہما اللہ، مولانا سید عطاء المومن بخاری اور مولانا سید عطاء المہیمن بخاری اپنے رفقاء کے ساتھ قافلۂ احرار کو منظّم کرتے رہے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں فعال کردار ادا کیا، ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں حصہ لیا لیکن جنرل ضیاء الحق کے مارشل لا نے ایک بار پھر سیاسی جماعتوں پر پابندی لگادی۔ قائدین احرار نے جس تدبر کے ساتھ جماعت کے نام کو زندہ رکھا وہ ایک بڑا کارنامہ ہے۔احرار نے ماضی میں بھی دینی وسیاسی محاذ پر ملک وقوم کے لیے خدمات انجام دیں اوراب بھی اسلام اور وطن کی خدمت سے دریغ نہیں کرے گی۔ مجلس احرار اسلام وحدت امت کی داعی واحد جماعت ہے۔ مسلمانوں کے تمام مسالک کے لوگ روزِ اوّل سے احرار میں شامل رہے اور آج بھی سب کے لیے دروازے کھلے ہیں۔ پاکستان کی موجودہ سیاسی فضا انتشار وتفریق، لوٹ کھسوٹ بدعنوانیوں اور مفاد پرستی سے مکدر ہوچکی ہے۔ احرار کے لیے سیاست کوئی شجرِممنوعہ نہیں لیکن ہمیں سیاست میں مثبت اور فعال کردار ادا کرنے کے لیے سخت محنت کرنا ہوگی۔ پاکستان کا آئین اسلامی نظام کے نفاذ کی ضمانت دیتا ہے۔ ملک کی سیکولر پارٹیاں آئین سے انحراف اورنظریۂ پاکستان سے انکار کے راستے پر گامزن ہیں۔ دینی سیاسی جماعتیں مجلس احرار اسلام کی فطری حلیف ہیں، آئندہ انتخابات میں پارلیمانی دینی قوتوں کی بھرپور حمایت کی جائے گی۔ عوام کی فلاح وبہبود کے لیے پبلک ویلفیئر اور سوشل ریفارمز کے ساتھ ساتھ تعلیمی منصوبوں پر بھی پوری توجہ دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں آئندہ پانچ سالہ منصوبہ بندی کرکے اہداف متعین کیے جائیں گے۔ احرار کارکن یونین کونسل سے لے کر ملکی سطح تک رکنیت سازی کرکے یونٹس قائم کریں اور عوامی رابطہ مضبوط کرکے مستقبل میں نئی حکمت عملی کے ساتھ میدان میں اترنے کی تیاری کریں۔ اگر خلوص کے ساتھ محنت کی گئی تو ہم اپنے اہداف حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ ان شاءاللہ

تحریکِ ختمِ نبوّت کی موجودہ صورتِ حال!

عبداللطیف خالد چیمہ

۱۱،۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱،۱۲ دسمبر ۲۰۱۶ء کو چناب نگر میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس اور مثالی دعوتی جلوس نے شرکاء اور کارکنان احرار کو نیا حوصلہ بخشا ہے۔ کانفرنس کی روداد اور قراردادیں شامل اشاعت ہیں۔ کانفرنس میں جو پیغام دیا گیا وہ یہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی پرامن جدوجہد ہر حال میں جاری رہے گی اور قادیانیوں کے مذہبی تعاقب کے ساتھ ساتھ وطن عزیز کے خلاف ان کی ریشہ دوانیوں اور سیاسی چالوں کو ہر حال میں بے نقاب کرتے رہیں گے۔ ۱۹۷۲ء میں قومیائے گئے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کرنے کے مضمرات، قادیانیوں کو قادیان (انڈیا) جانے دینے کی اجازت کے سلسلے میں کلیئرنس، امریکی انتظامیہ کے عہدیداران خصوصاً امریکی محکمہ خارجہ کے نائب ترجمان مارک ٹونز کے قادیانیوں کے خلاف کی گئی ایک کارروائی پر تنقید اور بین الاقوامی تنظیموں کی پاکستان کے اندرونی و مذہبی معاملات میں بے جا مداخلت کے حوالے سے بھی کانفرنس میں سیاق وسباق کے ساتھ گفتگو کی گئی، اور اپنے لوگوں کو باخبر کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا۔ ان سطور کے ذریعے ہم دوالمیال (ضلع چکوال) کے سانحے کی بھی پُرزور مذمت کرتے ہیں، اس بابت ایک تفصیلی رپورٹ بھی شاملِ اشاعت ہے۔ ہم قانون کی بالادستی پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے لازم ہے کہ وہ قانون کی عملداری کو یقینی بنائیں اور قادیانی دہشت گردی کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کریں۔ گزشتہ ماہ چناب نگر میں قادیانی جماعت کے ایک ذیلی ادارے ''تحریکِ جدید'' کے دفتر پر سی ٹی ڈی نے چھاپہ مار کر ممنوعہ لٹریچر پکڑا اور چند قادیانیوں کو گرفتار بھی کیا، جس کا محبّ وطن حلقوں نے خیر مقدم کیا۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پورے چناب نگر (ربوہ) میں قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے اور امتناعِ قادیانیت جیسے قوانین پر عملدرآمد کو سو فیصد یقینی بنایا جائے۔ حالات، واقعات اور قرائن بتا رہے ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر بیرونی ایجنڈے کو آگے بڑھایا جا رہا ہے اور بعض اہم اداروں میں لا دین لابیاں خصوصاً قادیانی گروہ قانون شکنی، شر انگیزی اور وطن دشمنی کو فروغ دے رہے ہیں۔ سانحۂ دوالمیال (چکوال) کی کڑیاں وزیرِ اعلیٰ ہاؤس میں براجمان بعض قادیانی افسران سے ملتی ہیں نیز ملک میں قادیانیوں کو جو اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے کے لیے ہی تیار نہیں کے لیے لفظ ''احمدی'' رائج کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔

اس کے علاوہ سندھ حکومت کے امتناعِ قبولِ اسلام بل میں دینی حلقوں کے سخت احتجاج کے بعد ترمیم کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم صرف اتنا عرض کرنا چاہیں گے کہ جناب نثار کھوڑو اس اسلام مخالف بل پر نظرِ ثانی کی بجائے اس کو مکمل طور پر واپس لیں اور دینی حلقوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ ہر حال میں چوکنا رہیں۔

حلب کی دم توڑتی سانسیں

''برق و باراں''

ڈاکٹر عمر فاروق احرار☆

حلب کلسٹر بموں کی آوازوں، گولیوں کی تڑتڑاہٹوں اور زخمیوں کی کراہوں سے گونج رہا ہے۔ سسکیوں اور آہوں کی یہ صدائیں جولائی 2011 سے بلند ہو رہی ہیں، مگر اب خاک و خون کا یہ منظر اپنے انجام کی سمت کو بڑھ رہا ہے۔ شام کا یہ سب سے بڑا شہر اور اقتصادی دارالحکومت آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ بحیرہ قلزم کے کنارے پر واقع، سرسبز اور صحت افزا، ملک کی 75 فیصد آبادی کا یہ شہر اپنے مکینوں کی بربادی پر نوحہ کناں ہے۔ شام کا سب سے قدیم اور دنیا کا خوبصورت ترین یہ بدقسمت علاقہ اب کھنڈرات میں بدل چکا ہے۔ کبھی یہاں کے چائے خانوں میں لوگ شیشہ پیا کرتے تھے اور اب اپنے ہی خون کے آنسو پیتے ہیں۔ حلب میں مشرق وسطیٰ کا قدیم ترین بازار مدینۃ السوق، جہاں پتھر سے بنی گلیاں عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتی تھیں۔ اب پتھر کے دور کے مناظر پیش کر رہی ہیں۔ نورالدین زنگی نے صدیوں برس پیشتر اسی شہر میں جنم لیا تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا مسکن اور صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کا ہیڈ کوارٹر یہی حلب تھا۔ 95 ھجری میں بنیاد رکھی جانے والی مسجد ''جامع اُموی'' کبھی حلب کی خوبصورتی کی علامت تھی۔ اب بربادیوں کا نشان اور ویرانیوں کا مرکز ہے۔

جب سے حلب کا بیشتر علاقہ بشارالاسد کی فوج کے زیر تسلط آیا ہے۔ 6 ہزار شہری جن میں 2700 بچے بھی شامل ہیں، شہر چھوڑ چکے ہیں۔ تاہم حکومت کے مخالفین کے زیر قبضہ شہر کے مشرقی علاقے میں اب بھی ہزاروں شہری پھنسے ہوئے ہیں جو گھر مسمار ہو جانے کے باعث سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں اور فاقوں سے مر رہے ہیں۔ حلب اب اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون کے بقول: ''جہنم کا مترادف بن چکا ہے۔'' بشارالاسد کی انتقامی جبلت اور عالمی طاقتوں کی سلگائی ہوئی آگ نے حلب کو جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ ایل ٹی وی چینل سے جاری وڈیو فوٹیج میں ایک بچی آیا کو دکھایا گیا ہے جو کہ حلب کے آخری ہسپتال کے سٹریچر پر بیٹھی ہے۔ اس کا چہرہ مٹی اور خشک خون سے اَٹا ہوا ہے۔ ہسپتال کے کمرے میں اس بچی کے اردگرد زخمیوں کی آہوں اور خوف زدہ شہریوں کا شور بپا ہے، مگر وہ روتی نہیں۔ اُس کے آنسو ہی خشک ہو چکے ہیں۔ وہ اتنے دکھ اور غم بھرے منظر دیکھ چکی ہے کہ اب شدتِ غم سے رونا بھی ممکن نہیں رہا۔ یہ کرب اور اَلم کی انتہا ہے، انتہا! کہ اپنے دکھوں پر انسان بولنا تو درکنار، رو بھی نہ سکے۔ بے بسی اور بے کسی اسی کا نام ہے۔

حلب میں بشارالاسد کی فتح کے جھنڈے گڑنے والے ہیں۔ شہر میں خون اور بارود کی بُو پھیلی ہوئی ہے۔ عمارات ملبے کا ڈھیر ہیں۔ لوگ شہر چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ہزاروں موت کی وادی میں اتار دیے گئے، جو باقی ہیں۔ موت و حیات کے درمیان ہیں۔ جیتوں میں ہیں، نہ مرتوں میں۔ شامی حکومت خوش ہے کہ حلب میں اس کی حکمرانی کے پھریرے لہرانے

☆ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرارِ اسلام پاکستان

والے ہیں۔ ایران کے پاسدارانِ انقلاب اور حزب اللہ کے گوریلے جشن منا رہے ہیں کہ فتح مند ہوئے۔ بات حلب پر قبضہ ہوجانے پر ختم ہوجاتی تو سُکھ کا سانس لیا جاسکتا تھا، مگر اب اگلے عزائم اور ارادے بھی ظاہر ہونے لگے ہیں۔ العربیہ ڈاٹ نیٹ کے مطابق: ''پاسدارانِ انقلاب کے ڈپٹی چیف جنرل حسین سلامی نے سرکاری خبر رساں ایجنسی ''ارنا'' سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ حلب کی فتح بحرین اور یمن کی آزادی کا نقطہ آغاز ہے۔ سقوطِ حلب کے بعد ایران کا توسیع پسندانہ پروگرام اگلے مرحلے میں یمن، موصل اور بحرین میں داخل ہوگا۔ ایرانی جنرل نے اشتعال انگیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ بحرینی قوم بھی جلد ہی مخصوص ٹولے کے تسلط سے آزاد ہوگی۔ یمن کے عوام بھی آزادی کا جشن منائیں گے اور موصل کے مکین بھی آزادی اور فتح کا پرچم لہرائیں گے۔ ان سب کے ساتھ اللہ نے آزادی کا وعدہ کر رکھا ہے۔'' خیال رہے کہ بحرین اور دوسرے خلیجی ملکوں کے خلاف ایران کے معاندانہ لب و لہجے میں اس وقت سے مزید سختی اور شدت آئی ہے، جب حال ہی میں برطانوی وزیراعظم تھریسا مے نے بحرین اور دوسرے خلیجی ملکوں کا دورہ کیا تھا۔ اپنے دورے کے دوران انہوں نے خلیجی ریاستوں میں ایرانی مداخلت کی کھل کر مذمت کی تھی۔ جس پر ایران سخت سیخ پا ہے۔

پاسداران انقلاب کے ڈپٹی چیف کا مذکورہ بالا بیان محض بیان نہیں ہے، بلکہ مستقبل قریب کا منظر نامہ ہے۔ یہی وہ منصوبے ہیں کہ جن کے تحت بیرونی قوتیں مشرق وسطیٰ میں ہر قیمت پر اپنا اقتدار و تسلط قائم کرنا چاہتی ہیں۔ ترکی میں روسی سفیر آندرے کارلوف کا حالیہ قتل اسی پروگرام پر عمل درآمد کی ایک کڑی ہے۔ واضح رہے کہ ترکی میں روسی سفیر پر حملہ ایسے وقت میں ہوا ہے کہ جب ترکی اور روس حلب سے شہریوں کے انخلا کے لیے مل کر کام کر رہے ہیں۔ انقرہ کے میئر نے کہا ہے کہ یہ حملہ ترک روس تعلقات خراب کرنے کی کوشش ہے۔ ایک سینئر ترک سکیورٹی اہلکار نے کہا ہے کہ اس بات کے واضح اشارے ہیں کہ حملہ آور کا تعلق فتح اللہ گولن کے نیٹ ورک سے تھا۔ دوسری جانب گولن نے بھی حملے کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم حملے میں ملوث نہیں ہیں۔ اس سارے قضیے میں ایک بات بالکل واضح ہے کہ یمن اور شام کے بعد اب ترکی ہی اگلا ہدف بنے گا۔ جس کے لیے خونی میدان سجایا جانے والا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عالم اسلام کی پانچ درجن سے زائد ریاستوں کے حکمران کیا اب بھی ہوش کے ناخن نہیں لیں گے! دشمن سب کو الگ الگ کر کے ختم کرنے کے پروگرام پر عمل پیرا ہے، مگر مسلمان حکمران صرف اپنی حکومت بچانے کے لیے دوسروں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ یہی حلب تھا، جہاں صلاح الدین ایوبی نے صلیبی جنگوں کے نقشے ترتیب دیے تھے، مگر آج غیرت آسماں کی طرف تکتی ہے اور پوچھتی ہے کہ کیا اب کسی بھی مسلم حکمراں میں رتی بھر حمیت بھی باقی نہیں رہی؟ قبلہ اوّل یہود کے پنجۂ استبداد میں ہے اور حکمرانوں کی تعیّشات ہیں کہ ختم ہونے میں نہیں آتیں۔ جب تک مسلمان اتفاق واتحاد کا دامن نہیں تھامتے، بیرونی قوتیں اُن کی تکّہ بوٹی کرتی رہیں گی اور حزب اللہ اور داعش جیسی تکفیری جماعتیں مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کرتی رہیں گی۔ آج حلب کی سانسیں دم توڑ رہی ہیں تو کل کسی دیگر مسلم ریاست کے بخیے اُدھیڑے جاسکتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان حکمران امت مسلمہ کی زبوں حالی اور عالمی درندوں کی مسلم کش پالیسیوں کا بروقت اِدراک کریں اور عالم اسلام کے مظلوموں کی بے جان ہوتے جسموں، ٹوٹتی سانسوں اور خاموش ہوتی ہوئی صداؤں کو زندگی کی حرارتوں سے ہمکنار کریں۔

کیا ''ہیپی کرسمس'' پیغام ہی امن کا ضامن ہے؟

فاروق درویش

کتاب لاریب قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ 25 دسمبر ولادت عیسیٰ علیہ السلام کا دن ہے ہی نہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ پھر ایک قرآنک سکالر اور دینی و سیاسی دانشور طاہر القادری صاحب جیسے کئی مذہبی یا سیاسی کردار اور لاکھوں بھٹکے ہوئے غلامانِ مغرب، ''ہیپی کرسمس'' منانے پر بضد کیوں ہیں؟ منہاج القرآن جیسے اسلامی اداروں یا کچھ متنازعہ علماء کرام کی طرف سے کرسمس منانے کے حوالے سے صلیبوں سے مزین پادریوں کی مشرکانہ عبادت اور مہناجیوں کا ان کی اقتدا میں صلیبی انداز اپنانے کا شرعی یا عقلی جواز کیا ہے؟ اس دن عیسائیت کے دجالی نظریہ ''میری کرسمس'' کے بینر لگا کر یوم ولادت منانے یا ناپاک گرجا گھروں میں محافل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کا کیا جواز ہے؟ کیا ایسے مادر پدر آزاد انداز اختیار کر کے ہی ہم عالم یہود و نصاریٰ سے جواباً امن، اخوت اور مسلمانوں کے قتل عام سے توبہ کی امیدیں لگا رہے ہیں؟ بنا تحقیق خود ساختہ نظریات کی پیروی اور اسلام سے متصادم نت نئی رسومات پر مصر احبابِ روشن خیالی کو یہ ضرور یاد رہے کہ قرآن حکیم اور بائیبل سے انکی پیدائش موسم گرما میں ہونا عین ثابت ہے اور دسمبر گرمی کا نہیں بلکہ سردی کا مہینہ ہوتا ہے۔ اس کا مصدقہ ثبوت یہ ہے کہ قصص القرآن کے مطابق جب حضرت مریم علیہ السلام جناب عیسیٰ کی پیدائش کے بعد کھجور کے درخت کے نیچے جا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں درخت پر لگی پکی ہوئی کھجوریں کھانے کا حکم دیا۔ یاد رہے کہ کھجوریں موسم سرما میں نہیں بلکہ موسم گرما میں ہی پکتی ہیں۔ سورۃ مریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''پھر دردِ زہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر چکتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔ اس وقت ان کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے خدا کے لیے روزے کی منت مانی تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں کروں گی۔ (سورہ مریم آیت 23-26)''۔

قرآن حکیم کے علاوہ لبرل حضرات کے معزز عیسائی دوستوں کی کتاب بائیبل سے بھی یہی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مبارک موسم گرما یا موسم بہار میں ہوئی۔ کیوں کہ بائیبل میں درج پیدائش عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق جس روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس رات کچھ گڈریے اردگرد اپنی بھیڑ بکریاں چرا رہے تھے۔ (انجیل لوقا 2:08)۔ عقل کسی بھی معاملے میں تحقیق کی پہلی اور اصل رہبر ہوتی ہے۔ لیکن دسمبر کی سخت سردی کے موسم میں کرسمس منانے والے عیسائی حضرات سے یہ حقیقت کون روشن خیال پوچھے گا کہ دسمبر کی یخ بستہ راتوں میں کون احمق اپنے جانور

چَرا تا ہے؟ اور یہ بات بھی دھیان میں رہے کہ اس قدر کم درجہ حرارت پر بھیڑ بکریاں یا دوسرے چرندے گھاس نہیں چرتے بلکہ سکڑ کر کسی کونے میں بیٹھ جاتے ہیں افسوس کہ ہمارے مسلمان برادرز اس بات کا بھی شعور نہیں رکھتے کہ جب ہم کسی عیسائی دوست کو کرسمس کی مبارک دیتے ہیں تو دراصل ہم عیسائیت کے عقائد کو درست تسلیم کرتے ہوئے، اس ناحق بات سے اتفاق کر رہے ہوتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام 25 دسمبر کو پیدا ہوئے۔ اور جانے یا انجانے میں ہم اس بات سے بھی اتفاق کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا جنا (پیدا کیا)۔ جبکہ نعوذ باللہ ایسا خیال کرنا بھی ایک کھلا شرک ہے۔

سورۃ التوبہ کی آیات 30 اور 31 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ، ''اور یہودیوں نے کہا عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے اور کہا نصاری (عیسائیوں) نے مسیح (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کے مونہوں کی بات ہے، (یوں) وہ ان لوگوں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا، اللہ ان کو ہلاک کرے، کہاں وہ پھیرے (بہکتے) جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں اور مسیح ابن مریم (علیہم السلام) کو (اپنا) رب بنالیا اللہ کو چھوڑ کر، حالانکہ وہ حکم نہیں دیے گئے تھے مگر یہ کہ وہ (صرف) ایک معبود کی عبادت کریں، اس کے سوائے کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں''۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کے دشمنوں سے انکے تہوار میں اجتناب کرو۔ غیر مسلموں کے تہوار کے دن انکی عبادت گاہوں میں داخل نہ ہونا، کیونکہ ان پر اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔ (سنن بیہقی 9/392)

بلاول زرداری صاحب کی طرف سے دیوالی کے موقع پر ہندو برادری کو مبارکباد دیا جانا، بین المذاہب اخوت اور بھائی چارے کا اچھا پیغام تھا، لیکن ان کی طرف سے ہندوؤں نے مندر میں جاکر ہندو رسومات ادا کرنا اور بتوں کی پوجا پاٹ کا مشرکانہ طریقہ اختیار کرنا بہر صورت غیر اسلامی اور کافرانہ عمل تھا۔ ماضی میں پاکستان میں عیسائی وزیر اعظم دیکھنے کے خواہش مند بلاول صاحب کی طرف سے عیسائی برادری کے ساتھ محبت اور یک جہتی کے پیغام کے طور پر کرسمس منانے کا اعلان کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ لیکن کیا دیوالی پر ہندو عبادت گاہوں میں پوجا پاٹ کرنا یا 25 دسمبر کو عیسائی عقیدے کے عین مطابق ہیپی کرسمس کے غیر اسلامی پیغامات ہی سے امن کی آبیاری ممکن ہے؟ کیا اس انداز میں غیر اسلامی طریق پر ہیپی کرسمس کے پیغام بر، اپنے عیسائی دوستوں اور مغرب سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ ہم مسلمان عیسائیوں اور یہودیوں کے انبیائے اکرام سمیت تمام انبیائے حق کی عزت و احترام اپنے ایمان کا حصہ جان کر کرتے ہیں، لہذا جواب میں عیسائیوں اور یہودیوں پر بھی ہمارے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم واجب ہے۔

مختصر یہ کہ ہمارے ہر ایک سیاسی اور مذہبی لیڈر کو حصول اقتدار یا طوالتِ اقتدار کے لیے اپنا ایمان، نظریہ، کلمہ و قرآن یا قبلہ و کعبہ بھلا کر دین الٰہی بردار شہنشاہ جلال الدین اکبر بننا بھی گوارا ہے۔ لیکن دین اور نظریات حق سے متصادم رویے اختیار کرنے والے سب مذہبی شعبدہ باز اور سارے ناعاقبت سیاست دان بحر حال خسارے، خسارے اور بس خسارے میں ہیں۔

امریکی کمیشن کا پاکستان میں توہین مذہب کا قانون اور قادیانی مخالف شقیں ختم کرنے کا مطالبہ

انصار عباسی

امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یو ایس سی آئی آر ایف) نے اپنی سالانہ رپورٹ برائے ۲۰۱۶ء میں امریکی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان پر دباؤ ڈال کر توہین مذہب کا قانون اور قانون میں موجود قادیانی مخالف شقوں کو ختم کرایا جائے۔ کچھ ماہ قبل جاری کی جانے والی رپورٹ کے حوالے سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں ۱۸؍سال سے کم عمر کی لڑکیوں کو جبری مسلمان بنانے کے معاملے کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ عجب اتفاق ہے کہ سندھ اسمبلی نے حال ہی میں ایک متنازع قانون منظور کیا ہے جس میں اپنی مرضی سے بھی اسلام قبول کرنے والے اٹھارہ سال سے کم عمر شخص کو ایسا کرنے سے روکا گیا ہے۔ تاہم، ملک کے مذہبی حلقوں کی جانب سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کے بعد پیپلز پارٹی کی قیادت نے متعلقہ قانون کی متنازع شقوں میں ترمیم کا فیصلہ کیا ہے۔ معاشرے کے مذہبی حلقوں کی جانب سے اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اسلام جبری مذہب تبدیل کرنے کی تعلیم نہیں دیتا اور اسے جرم تصور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کوئی ایسا شخص جو اٹھارہ سال سے کم عمر ہے لیکن وہ اپنی مرضی سے اسلام قبول کرتا ہے تو اسے اس اقدام سے روکنا غیر اسلامی ہے۔ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے ایک اور رپورٹ میں بتایا تھا کہ اس نے پاکستان میں اسکول کی نصابی کتب میں تبدیلیوں کے لیے کام کیا ہے۔ کمیشن نے اپنی رپورٹ برائے ۲۰۱۶ء میں کہا ہے کہ مسیحی اور ہندو لڑکیوں اور نوجوان خواتین کو جبراً مسلمان بنانے اور ان کی زبردستی شادیاں کرانے کا معاملہ ایک منظم مسئلہ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اکتوبر ۲۰۱۴ء میں پاکستان کی ایک تنظیم عورت فاؤنڈیشن کا کہنا تھا کہ تقریباً ایک ہزار لڑکیوں، جن کی اکثریت اٹھارہ سال سے بھی کم عمر ہوتی ہے، کو ہر سال جبری مشقت یا زبردستی شادیوں کے ذریعے مسلمان بنایا جاتا ہے رپورٹ کیمطابق ان مقدمات میں پولیس پر عوام کے دباؤ کی وجہ سے اکثر تحقیقات کا معاملہ نا مناسب رخ اختیار کر لیتا ہے یا اس میں تعصب کا عنصر شامل ہو جاتا ہے اور لڑکیوں اور ان کے خاندان پر زبردست دباؤ ہوتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ انھوں نے اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کیا ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ فروری ۲۰۱۶ء میں سندھ اسمبلی نے ایک قانون منظور کیا جسمیں ہندو برادری کو باضابطہ طور پر اپنی شادیوں کی رجسٹریشن کرانے کی اجازت دی گئی۔ یہ قانون اس حد تک موثر بہ ماضی ہے جس کی وجہ قانون کی منظوری سے قبل شادی کرنے والے جوڑے بھی اپنی رجسٹریشن کراسکتے ہیں۔ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ قومی اسمبلی میں ایک ایسے قانون پر غور کیا جارہا ہے جس کا اطلاق ملک بھر میں ہندو کمیونٹی کی شادیوں پر ہوگا۔ مسیحی برادری پر میرج ایکٹ مجریہ ۱۸۷۲ء کا اطلاق ہوتا ہے۔ رپورٹ میں پاکستان کے توہین مذہب کے قانون اور قادیانیوں کو غیر مسلم

قرار دینے کی شقوں کے حوالے سے رپورٹ میں امریکی انتظامیہ کو تجویز پیش کی گئی ہے کہ یہ دونوں قوانین ختم کرانے کا مطالبہ کیا جائے اور جب تک یہ دونوں اقدام ہوں اس وقت تک حکومت پاکستان سے کہا جائے کہ توہین مذہب کو قابل ضمانت جرم قرار دیا جائے اور یا جھوٹا الزام عائد کرنے والے کے لیے سزائیں متعارف کرائی جائیں۔ رپورٹ میں امریکی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ عقائد یا مذہب کی قابل اعتراض حد تک اور منظم انداز میں خلاف ورزی میں ملوث ہونے کی وجہ پاکستان کو خاص تشویش کا باعث ملک (کنٹری آف پرٹیکیولر کنسرن) قرار دیا جائے۔ واضح رہے کہ امریکا کی جانب سے کسی ملک کو کنٹری آف ٹیکیولر کنسرن کا درجہ دیئے جانے کا مطلب مذہبی آزادی کے بین الاقوامی قانون کے تحت اس ملک کو خلاف ورزی کا مرتکب قرار دینا ہے۔

رپورٹ میں یہ امریکی انتظامیہ کو بھی مشورہ دیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال کر اسے اپنی سپریم کو یہ بھی مشورہ دیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال کر اسے اپنی سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل کرنے مجبور پر کیا جائے تا کہ مذہبی گروہوں کو شدت پسندی سے روکنے کے لیے خصوصی پولیس فورس تشکیل دی جا سکے جو موثر انداز سے مذہبی خلاف ورزیوں میں ملوث افراد اور شدت پسند گروپس کے ارکان کے خلاف قانونی کارروائی کر سکے، وفاقی وصوبائی سطح پر مختلف سرکاری اداروں کی نشاندہی کر کے وہاں مذہبی آزادی پر مباحثے منعقد کرائے جائیں یا پھر سرکاری سرپرستی میں بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے خصوصی طریقہ کار اختیار کیے جائیں بین الاقوامی شراکت داروں کے ساتھ مل کر مذہبی آزادی کو درپیش مسائل سامنے لائے جائیں اور حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ مذہبی آزادی کے حوالے سے اقوام متحدہ کے نمائندے کو مدعو کرے، قومی نصابی کتب اور مدارس نے نصاب میں برداشت کا درس دینے کی حوصلہ افزائی کی جائے، حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ ملک میں اقلیتوں کی جانب سے ادا کیے گئے تاریخی کردار اور ان کی جانب سے معاشرے کی خدمت کے لیے کیے جانے والے اقدامات اور اقلیتوں کے حقوق کو اجاگر کرنے کے لیے مہم چلائے، امریکی پبلک سفارتکاری کے ذریعے بھی اس طرح کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے، حکومت پاکستان اور صوبائی حکومتوں سے اپیل کی جائے کہ توہین مذہب کے مقدمات میں ملوث قرار دیئے گئے تمام افراد کے کیسز پر نظر ثانی کی جائے اور ان کی رہائی کے لیے اقدامات کیے جائیں جیسا کہ پنجاب میں ہو رہا ہے ساتھ ہی یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایسے افراد کی غیر مشروط رہائی کے لیے بھی اقدامات ہونا چاہئیں جن پر قادیانی مخالف قوامین کی خلاف ورزی کرنے کا الزام عائد کرتے ہوئے انھیں جیلوں میں ڈالا گیا ہے۔ وفاقی اور صوبائی پارلیمنٹ کے ساتھ مل کر ہندوؤں اور مسیحی برادری کی شادیوں کو قانوناً تسلیم کیا جائے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سیکورٹی کے مقاصد کے لیے امریکا کی جانب سے دی جانے والی امداد کا ایک مخصوص حصہ اقلیتوں اور ان کی عبادت گاہوں کے تحفظ کے لیے موثر پلان مرتب کرنے پر خرچ ہو اور یو ایس ایڈ کی جانب سے صلاحیتوں میں اضافے کے لیے صوبائی وزارت برائے اقلیتی امور کو فنڈ ز فراہم کیے جائیں اور حکومت پاکستان اور اقلیتی برادری کے ساتھ مل کر ایک ایسے معاہدے کے لیے کام کیا جائے جو ان کے حقوق اور ان کی سلامتی کا ضامن ہو۔

(مطبوعہ: روزنامہ ”جنگ“ ۲۳ر دسمبر ۲۰۱۶ء)

ڈوالمیال: مسلم قادیانی تنازع کے اسباب اور حقائق

مولانا تنویر الحسن احرار☆

دوالمیال، تحصیل چوآسیدن شاہ ضلع چکوال کا قدیم قصبہ ہے، کلر کہار سے چوآسیدن شاہ جاتے ہوئے بیسٹ وے سیمنٹ فیکٹری کے بالمقابل قصبہ تتر ال ہے اور روڈ سے ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر ڈوالمیال ہے۔ دوالمیال کی آبادی کم وبیش بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ قصبہ دوالمیال تحصیل چوآسیدن شاہ کا واحد قصبہ ہے کہ جس میں قادیانی رہتے ہیں۔ 1860 کے ریونیو بورڈ کی رپورٹ کے مطابق 1860 میں اس قصبہ میں صرف مسلمان ہی بستے تھے اور مینار والی مسجد جس کا تنازع چل رہا ہے۔ ریونیو بورڈ ہی کی رپورٹ کے مطابق ”یہ مسجد مسلماناں ہے۔“ اسلام کی تاریخ میں مختلف ادوار میں المناک حادثات ہوتے رہے۔ ایسا ہی حادثہ 1880 میں ہوا کہ قادیان کی بستی کے رئیس زادے مرزا غلام احمد کو انگریز سرکار نے پہلے مجدد اور مناظر بنایا۔ پھر ”براہین احمدیہ“ نامی کتاب لکھوائی۔ 1884 میں لدھیانہ کے علماء مولانا عبد العزیز، مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبدالقادر لدھیانوی رحمہم اللہ نے اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہی صاحبِ کتاب مرزا غلام احمد کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتوی دیا۔ مرزا غلام احمد اپنے دعووں میں آگے بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کر کے دجالوں اور کذابوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

1890ء میں دوالمیال کے خواجہ محمد صادق کی حکیم نورالدین بھیروی قادیانی سے ملاقاتیں ہوئیں اور پھر مرزا کی نبوت کاذبہ کو تسلیم کر لینے کے بعد اُس کا پورا خاندان قادیانی ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ دوالمیال میں بھی قادیانیوں کا اثر و رسوخ قائم ہوتا گیا۔ 1925ء تک دوالمیال میں ایک ہی مسجد ”مینار والی مسجد“ تھی۔ جس کے امام مسجد بھی مسلمان تھے۔ قادیانی بھی اسی مسجد میں آکر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے نمازیں پڑھتے تھے۔ 1925ء میں پہلی مرتبہ قادیانیوں نے مسجد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور بالآخر انگریز حکومت کی سرپرستی میں طاقت کے زور پر مسلمانوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ الغرض مسلمانوں کی مسجد قادیانیوں کے تسلط میں چلی گئی۔ انہی دنوں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تمام رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے دوالمیال تشریف لائے اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے عقائد اور ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔

دوالمیال کے سادات خاندان نے گولڑہ شریف کے حضرت بابو جیؒ، سیال شریف کے حضرت خواجہ پیر قمرالدین سیالویؒ اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے تعلق قائم کر کے قادیانیوں کے بارے میں مسلسل آگاہی حاصل کی اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی، مگر قادیانیوں کی انگریز سے وفاداری کی بدولت اُن کا افواج پاکستان کے اعلیٰ عہدوں تک پہنچ جانا، مسلمانوں کے لئے پریشان کن تھا۔ دوالمیال کے قادیانی سول اور آرمی

☆ترجمان تحریک تحفظ ختم نبوت ضلع چکوال

میں اعلیٰ عہدوں پر فائض ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ نیچا دکھانے کی کوششوں میں مگن رہے۔ 1953ء کی تحریک مقدس ختم نبوت کی عوامی قوت کو کچلنے کیلئے قادیانیوں کی الفرقان بٹالین نے حکومتی اسلحے سے لیس ہوکر مسلمانوں پر گولیاں برسائی تھیں۔ جس کی وجہ سے لاہور میں دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ مسلمانوں کے اس قتل عام میں دوالمیال کے قادیانی بھی شریک تھے۔ 1974ء میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، مگر قادیانی اپنی ہٹ دھرمی پہ قائم رہے۔ وہ جن مساجد پہ قبضہ کر چکے تھے۔ ان پر ان کا قبضہ بدستور برقرار رہا۔ 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ جس کے تحت قادیانی مسلمانوں کی کوئی نشانی یعنی شعائر اللہ کا استعمال نہیں کر سکتے مگر قادیانی غیر ملکی قوتوں کے بل بوتے پر مسلمانوں کی مساجد وغیرہ پہ قبضہ جاری رکھتے ہوئے آئین پاکستان کی کھلا کھلم بغاوت کے مرتکب ہوتے رہے۔ 1996ء میں مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی اور مقبوضہ مسجد مینار والی دوالمیال کا کیس عدالت میں دائر کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں عدالتی فیصلے کے مطابق مسجد کو سیل کر دیا گیا۔ 1997ء میں قادیانیوں نے محکمانہ ملی بھگت سے دوبارہ مسجد کھلوالی۔ جبکہ کیس مسلسل عدالت میں ہے 2002ء میں مسلمانوں کے حق میں فیصلے کی امید لگی تو قادیانیوں نے کیس کا تمام ریکارڈ غائب کرا دیا۔ 2015ء سے تاحال عدالتی کارروائی تعطل کا شکار تھی کہ 10 ربیع الاوّل 1438ھ کو سوشل میڈیا پر مقبوضہ مسجد کی تصاویر دیکھنے میں آئیں۔ جس کے اندر قادیانی مورچے واضح دکھائی دیتے تھے اور مسلح قادیانی ڈیوٹی پہ مامور کھڑے تھے۔ کئی احباب نے بذریعہ فون رابطے کئے، مگر ہم نے حالات کا جائزہ لے کر تسلی دی کہ ابھی عدالتیں اور آئین کے ضوابط موجود ہیں۔ اس لئے سب احباب مطمئن رہیں۔ 12 ربیع الاوّل 1438ء میلاد النبی ﷺ کا روایتی جلوس تھا۔ دوالمیال کے مسلمان درود و سلام پڑھتے ہوئے مسجد مینار والی کے قریب پہنچے اور شرکاء جلوس ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے کہ اچانک مقبوضہ مسجد میں موجود قادیانیوں کی جانب سے پتھراؤ شروع ہوگیا۔ جس کی وجہ سے جلوس میں بھگدڑ مچ گئی اور ساتھ ہی مسجد سے گولیوں کی تڑتڑاہٹ شروع ہوگئی۔ جس کے نتیجے میں 4 مسلمان زخمی اور ایک مسلمان محمد نعیم شفیق سکنہ تترال شہید ہوگیا۔ جس کی میت کو پولیس نے چھپا دیا۔

اس واقعہ کے بعد جو حالات پیش آئے۔ وہ انتہائی پریشان کن تھے۔ مسلمان مظلوم تھے، زخمی تھے، شہید کے وارث تھے۔ اس کے باوجود انتظامیہ مسلمانوں ہی کو شدید تر پریشان کر رہی تھی۔ بے گناہ مسلمانوں کی گرفتاریاں اتنی ہوئیں کہ تاحال شمار سے باہر ہیں۔ شہر میں کرفیو لگ گیا۔ پولیس اور رینجرز کا دُوالمیال پہ قبضہ تھا۔ 13 ربیع الاوّل کو شہید ختم نبوت محمد نعیم شفیق شہید کی نماز جنازہ بندوقوں کے سائے میں اداء کی گئی۔ جبکہ اس موقع پر بھی بے گناہ مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری رہا۔ روزنامہ اسلام، روزنامہ اوصاف، روزنامہ امت سمیت تمام اخبارات نے اپنی خبروں اور رپورٹوں میں مسلمانوں کی مظلومیت کو اجاگر کیا۔ 14 ربیع الاوّل کو بندہ (تنویر الحسن) اور محمد سعید طور امجلس احرار اسلام کے وفد کے ہمراہ تترال پہنچے۔ جہاں ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ لوگ سہمے ہوئے تھے۔ شہید کے والدین سے اظہار تعزیت اور بلندیٔ درجات کی دعا کے بعد شہید کے والد محمد شفیق، بھائی سعد رضا، حبیب الرحمٰن، عدنان شفیق اور علاقہ کی معروف شخصیت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے فرزند سید نعمان شاہ صاحب سے تمام حالات کے حوالے سے تفصیلی مشاورت ہوئی۔ مجلس احرار اسلام

کے مرکزی نائب امیر نواسۂ امیرِ شریعت جناب سید محمد کفیل بخاری، الحاج عبداللطیف خالد چیمہ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان نے محمد نعیم شہید کے ورثاء سے فون پر تعزیت کی اور کیس کے حوالے سے اپنے قیمتی مشوروں سے بھی نوازا۔ ختم نبوت لائر فورم کے صدر چودھری غلام مصطفیٰ ایڈووکیٹ، شاہ شمس العارفین ایڈووکیٹ سے مسلسل قانونی مشورے ہوئے۔ میڈیا کے حوالے سے بات چیت ہوئی۔ 14 دسمبر 2016 کا دن اسی مشاورت میں گزرا۔ 15 دسمبر کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی BBC کے ادارے سے بات ہوئی اور بی بی سی کے دوالمیال کے واقعہ کی جانبدارانہ رپورٹنگ کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ 16 دسمبر کو راقم الحروف (تنویر الحسن) مولانا محمد شعیب، محمد سعید طور اصبح تتر ال پہنچے تو BBC کی ٹیم بھی پہنچ گئی۔ جن سے ہماری تقریباً 2 گھنٹے گفتگو ہوئی۔ جس کے نتیجے میں 16 دسمبر 2016 کی رات 8 بجے کی خبروں میں BBC نے ہمارا موقف واضح طور پر نشر کیا۔ قانونی جنگ ابھی تک کھٹائی میں پڑی ہوئی ہے۔ 16 دسمبر 2016 کو کُل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ملک بھر میں خطبات جمعہ کے موقعہ پر علمائے کرام نے احتجاج کیا اور قرارداد مذمت منظور کرائیں۔ 17 دسمبر 2016 تک انتہائی کوشش کے باوجود گرفتار مسلمان رہا نہ ہو سکے۔ جبکہ علاقے میں بدستور کرفیو جاری رہا۔ 18 دسمبر کو تلہ گنگ سے ممتاز سیاسی وسماجی شخصیت جناب حافظ عمار یاسر رہنما مسلم لیگ ق کا وفد لے کر احرار رہنماؤں کے ہمراہ تتر ال شہید کے گھر تعزیت کیلئے گئے۔ حافظ عمار یاسر نے شہید کی بیوہ اور بچوں کی کفالت کیلئے ایک لاکھ روپے کا نقد تعاون پیش کیا۔ جبکہ بچوں کی کفالت کے لئے مستقل تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔ اسی شام چکوال سے اہلسنت رہنما ندیم یعقوب اور پیر عبدالقدوس نقشبندی کی ہمراہی میں ایک وفد نے دوالمیال تتر ال کا دورہ کیا۔ جبکہ تلہ گنگ کے تھانوں میں موجود اسیرانِ ختم نبوت کی دیکھ بھال کے سلسلے میں بھی حافظ عمار یاسر تعاون کا قابل ذکر ہے۔ علاقہ دوالمیال کی موجودہ صورتحال کافی تشویشناک ہے۔ انتظامیہ کے پیدا کردہ خوف وہراس کے بادل ابھی تک عوام کے سروں پر منڈلا رہے ہیں اور ہر لحہ بلا جواز گرفتاریوں کے خدشہ کی وجہ سے علاقہ کے مسلمان سہمے ہوئے ہیں۔ جبکہ تا حال کسی سیاسی شخصیت نے اہل علاقہ کی طرف توجہ نہ دی ہے اور ان کی اس مشکل میں کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ فرزند امیر شریعت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، مرکزی نائب امیر جناب سید محمد کفیل بخاری، ناظم اعلیٰ جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور مرکزی نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عمر فاروق احرار اور خادم احرار بندہ تنویر الحسن دوالمیال کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی، اخلاقی، آئینی اور مالی امداد کے لئے ہمہ وقت مصروف ہیں، الحمدللہ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی چکوال میں میٹنگ کی ہے اور قرارداد مذمت پیش کی ہے۔ ادارہ صراط مستقیم کے ڈاکٹر اشرف آصف جلالی اور دیگر علمائے اہلسنت کی طرف سے بھی حالات کی بہتری کے لیے حکومت سے اپیلیں کی جارہی ہیں۔ ضلع بھر کے وکلاء نے انتہائی دینی غیرت کا ثبوت دیا ہے۔ اور اب کیس کی پیروی کیلئے قانونی ماہرین پر مشتمل ایک پینل تشکیل دیا جا چکا ہے۔ حکومت اگر بروقت حالات کو بہتری پر لانے میں مزید سستی کا مظاہرہ کرتی ہے تو اس بات کا شدید امکان ہے کہ یہ تحریک ملکی سطح پر بھی پھیل سکتی ہے اور مسلمانوں میں حکام کے خلاف مزید بداعتمادی کے جذبات ہوا پکڑ سکتے ہیں۔

دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ قتل کس نے کیے؟

مزمل حمید

(۱) ہٹلر، آپ جانتے ہیں وہ کون تھا؟ وہ عیسائی تھا، لیکن میڈیا نے کبھی اس کو عیسائی دہشت گرد نہیں کہا۔

(۲) جوزف اسٹالن، اس نے بیس ملین (ایک ملین، دس لاکھ کے برابر) انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا، جس میں سے ساڑھے چودہ ملین بھوک سے مرے۔ کیا وہ مسلم تھا؟

(۳) ماوزے تنگ، اس نے چودہ سے بیس ملین انسانوں کو مارا۔ کیا وہ مسلم تھا؟

(۴) مسولینی، چار لاکھ انسانوں کا قاتل ہے کیا وہ مسلم تھا؟

(۵) اشوکا، اس نے کلنگا کی جنگ میں ایک لاکھ انسانوں کو مارا، کیا وہ مسلم تھا؟

(۶) جارج بش کی تجارتی پابندیوں کے نتیجے میں صرف عراق میں پانچ لاکھ بچے مرے۔ انکو میڈیا کبھی دہشت گرد نھیں کہتا۔

آجکل جہاد کا لفظ سن کر غیر مسلم تشویش میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جبکہ جہاد کا مطلب معصوموں کو مارنا نھیں، بلکہ برائی کے خلاف اور انصاف کے حصول کی کوشش کا نام جہاد ہے۔

چند اور حقائق:

(۱) پہلی جنگ عظیم میں 17 ملین لوگ مرے اور جنگ کا سبب غیر مسلم تھے

(۲) دوسری جنگ عظیم میں 50-55 ملین لوگ مارے گئے اور سبب غیر مسلم تھے

(۳) ناگاساکی پر ایٹمی حملے میں 2 لاکھ لوگ مرے اور اس کا سبب غیر مسلم تھے

(۴) ویتنام کی جنگ میں 500000 اموات کا سبب بھی غیر مسلم تھے

(۵) بوسنیا کی جنگ میں بھی پانچ لاکھ اموات ہوئیں سبب غیر مسلم تھے

(۶) عراقی جنگ میں اب تک ایک کروڑ بیس لاکھ اموات کا سبب بھی غیر مسلم تھے

(۷) افغانستان، فلسطین اور برما میں خانہ جنگی کا سبب بھی غیر مسلم

(۸) کمبوڈیا میں تقریباً 300000 اموات کا سبب بھی غیر مسلم تھے

خلاصہ یہ کہ کوئی بھی دہشت گرد مسلمان نہیں. اور کوئی مسلمان دہشت گرد نہیں. اور سب سے اہم بات یہ کہ بڑی تباہی پھیلانے والے کسی بھی ہتھیار کے موجد مسلمان نھیں. اور آج مبینہ دہشت گردوں کے ہاتھ میں جو ہتھیار ہیں وہ کسی ''اسلامی فیکٹری'' میں نہیں بنے۔ ان حقائق کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہیے۔

امیر شریعت کا عجز وانکسار

ڈاکٹر اسامہ قاری

جدہ میں ایک ساتھی کے بچے کی تقریب ختم قرآن تھی کافی علماء جمع تھے، کھانا کھانے کے بعد والد صاحب (قاری رفیق صاحب) کے ساتھ کچھ علماء کا مجمع بیٹھا تھا جن میں مولانا عزیز الرحمان شاہد صاحبزادہ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر (رحمہ اللہ) بھی تھے، علمائے دیوبند کا ذکر چل رہا تھا تو وہ کہنے لگے کے گھگڑ منڈی میں ایک بزرگ رہتے تھے غیر مقلد تھے مگر والد صاحب اور اکابر علماء دیوبند سے بہت تعلق تھا۔

ایک دن وہ غیر مقلد بزرگ رات کو اچانک گھر آئے، والد صاحب کو بہت تعجب ہوا اس وقت خیریت تو ہے؟ کہنے لگے میں ابھی ٹرین کے سفر سے واپس آیا ہوں اور گھر جا رہا تھا راستے میں میں نے کسی شخص کو پولی (کوی روڈ پر جگہ ہے) پر چادر اوڑھے سوتے دیکھا، منہ ڈھکا ہوا تھا میں نے سمجھا کہ شاید کوئی مسافر غریب ہوگا اس سے پوچھ لوں کہ کھانا کھایا یا نہیں اور اسکو اپنے ساتھ لے جاؤں، میں نے جب اسکے پاؤں ہلکے سے دبائے اور پوچھا کہ کون ہو اور کھانا کھایا؟

اسنے جواب دیا کہ میں مسافر ہوں اور کھانا کھایا ہے، آواز سنی تو میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی وہ تو حضرت امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کی آواز تھی میری تو ہمت نہ ہوئی آگے بات کرنے کی تو میں فوراً آپ کے پاس آیا ہوں، آپ جلدی سے چلیں اور ان کو لے کر آئیں۔ والد صاحب نے فوراً کپڑے پہنے، خود تشریف لے گئے اور شاہ جی کو لے کر آئے۔ شاہ جی غالباً ٹرین سے پہنچے ہونگے اور غیر مناسب وقت سمجھ کر کسی کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا ہوگا شاہ جی کا اس روز گوجرانوالہ میں جلسہ تھا۔ سبحان اللہ کیا اخلاق تھے ہمارے ان بزرگوں کے...... رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

HARIS 1

حارث ون
ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
061 -4573511
0333-6126856
نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان

انتالیسویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر کی روداد

عبدالمنان معاویہ/مولانا کریم اللہ

ہر سال کی طرح امسال بھی 11/12 ربیع الاول 1438ھ مطابق 11/12 دسمبر 2016ء بروز اتوار سوموار چناب نگر میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیراہتمام 39 ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوئی، جس میں ملک بھر سے اکابر علمائے کرام، زعمائے احرار ختم نبوت اور ملک کے طول وعرض سے دینی کارکنوں نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔

میں ان ہزاروں افراد کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ آخر یہ لوگ اتنی دور کیوں آئے..؟ وہ کونسا جذبہ تھا جس نے اس ٹھٹھرتی سردی اور شدید دھند میں انہیں گھروں سے نکالا..؟ ان کے جوش وجذبہ کو دیکھ کر مجھے صرف ایک ہی بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ یہ لوگ حضور نبی اکرم، ختم الرسل، مولائے کل، دانائے سبل سیدنا ومولانا، حبیبنا ومرشدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت میں یہاں آئے ہیں تاکہ منکرین ختم نبوت کے شہر میں جا کر انہیں دین اسلام کی دعوت دینا، دین کی دعوت بڑا کام ہے۔

بتوں کے شہر میں جا کر خدا کا نام لکھ دینا جہاں پر کفر لکھا ہو وہاں اسلام لکھ دینا

احرار ختم نبوت کانفرنس کی پہلی نشست 11 ربیع الاول کو بعد نماز عشاء ادیب احرار محترم ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری کی زیر صدارت ہوئی، نقابت کے فرائض مبلغ ختم نبوت مولانا تنویر الحسن نقوی نے سرانجام دیئے۔ ملتان کے ''قاری محمد فیصل'' نے نہایت خوبصورت آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کی، مجلس احرار اسلام آزاد کشمیر کے ''فاضل ظہیر'' نے نعت رسول مقبول پیش کی جس کا مصرعۂ اول یہ ہے کہ۔

وہ آئے جب تو انسانوں کو فرشتوں کے سلام آئے

تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے کنونیر مولانا محمد معاویہ نے کہا کہ: ''مجلس احرار اسلام تمام دینی جماعتوں کی ماں کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی جماعت نے سب سے پہلے جماعتی سطح پر قادیانی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لیے کام کیا ،اسی جماعت کا ایک ذیلی شعبۂ تحریک طلباء اسلام ہے جس میں دینی مدارس وعصری تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلباء شامل ہیں۔ تحریک طلباء اسلام، طلبا میں دینی شعور وسیاسی بیداری ان کی تعلیم وتربیت اور ان میں اعلیٰ اخلاق کی ترویج کی جدوجہد کررہی ہے تاکہ مستقبل میں وہ ملک وملت کے لیے بہترین خدمات سرانجام دیں''۔

تحریک طلباء اسلام پاکستان کے کنونیر محمد قاسم چیمہ نے اپنے بیان میں کہا کہ: ''خلافت موومنٹ کے بعد مجلس احرار اسلام قائم کی گئی جس میں اس وقت کے بڑے بڑے علماء وزعماء شامل تھے ،لیکن مجلس احرار اسلام نے جلد ہی مسلمانوں میں اپنا مقام بنالیا اور مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت بن کر ابھری اور بہت کم وقت میں چہار دانگ عالم میں پھیل گئی ،مجلس احرار اسلام نے اپنے قیام کے تین ماہ بعد کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بننے سے بچانے کی خاطر ایک زبردست

تحریک چلائی، جس میں چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے الٰہی بخش شہید ہوگئے اور پچاس ہزار لوگ اس تحریک میں مجلس احرار اسلام کے قائدین کے شانہ بشانہ چلے اور قید کر دیئے گئے"۔ انھوں نے کہا کہ: "نوجوان کسی بھی ملک کے معاشرے کا بنیادی جوہر ہوتے ہیں، جس معاشرے کے نوجوانوں کے اخلاق تباہ ہوجائیں وہ معاشرہ بھی تباہ ہوجاتا ہے۔ معاشرہ کی اصلاح چاہتے ہوتو نوجوانوں کی اصلاح کرو۔

سابق قادیانی محمد آصف نے داعیانہ انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: "قادیانیت کی غلاظت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نکالا اور ہدایت دے دی، قادیان کا فتنہ کوئی اتنا پرانا فتنہ نہیں ہے، قادیان سے اٹھا اور ربوہ میں دم توڑ دیا اس کی عمر ابھی کوئی زیادہ نہیں، یہی کوئی سو، سوا سو سال ہوگی، ہمیں حضور خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر دعوتی انداز میں کام کرنا چاہیے۔ سب کو علم ہوگیا ہے کہ قادیانیت ایک فتنہ ہے اب ہمیں قادیانیوں کو بھی دعوت اسلام دینی چاہیے اور دعوت داعی کی طرح دی جاتی ہے، اس کے لیے لٹھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

ایک بار پھر محمد ظہیر کاشمیری کو ترانہ کے لیے بلایا گیا تو انہوں نے "وہ لہرایا ہے پھر سے مجلس احرار کا جھنڈا" ترانہ پڑھا اور احرار رضا کاروں میں جوش وجذبہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ صدر جلسہ محترم ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری نے ناسازئ طبع کے باعث مختصر خطاب کیا۔ نعرۂ تکبیر، عقیدہ ختم نبوت زندہ باد، کے نعروں سے ڈاکٹر صاحب کا استقبال کیا گیا وہ مائیک پر تشریف لائے ابھی چند جملے ادا کیے ہی تھے کہ طبیعت ناساز ہوگئی اور وہ بیان نامکمل چھوڑ کر آرام گاہ میں تشریف لے گئے۔

ابن قائد احرار مولانا سید عطاء المنان بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے ایک بار پھر ہمیں مرکز رشد وہدایت میں مل بیٹھنے کی توفیق بخشی اور خدام ختم نبوت میں حق تعالیٰ نے ہمارا حشر فرمائے، (آمین) نبی کریم ﷺ کے عہد رسالت میں جو جنگیں ہوئیں، ان میں کل 259 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے لیکن جنگ یمامہ میں 1200 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے جو کہ عقیدہ ختم نبوت کے لیے لڑی گئی تھی تو اس واقعہ سے اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت کا پتہ چلتا ہے، پاکستان میں 1953ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی تو کم وبیش دس ہزار لوگ عقیدۂ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے شہید کر دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزندان اسلام کے خون کی برکت سے 1974ء میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

رات کی نشست میں آخری بیان نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری کا ہوا، انہوں نے کہا کہ: "مجلس احرار اسلام نے گزشتہ 87 برسوں میں تحریک آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کیا، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، فریضہ دعوت وتبلیغ اور عوام کی فلاح و بہبو کے لیے بے لوث خدمات انجام دیں۔ علم دین کی نشر واشاعت کی، ایمان کو لاحق خطرات سے مسلمانوں کو باخبر کیا اور لوٹنے والوں کی دست برد سے محفوظ کیا۔ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا کر چلنا ہے اور اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ قرآن کریم کی مکمل تشریح وتفسیر ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت فرمائی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے منصب ختم نبوت اور سیرت طیبہ کی بھی حفاظت فرمائی، اب قیامت تک تمام زمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ہیں۔

12 ربیع الاوّل کو نماز فجر کے بعد مجلس احرار اسلام کے ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ نے درس قرآن کریم دیا جس میں انہوں نے "عقیدہ ختم نبوت وحیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام" کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کی، اس کے بعد باضابطہ پہلی نشست صبح

8:30 بجے ہوئی جس میں پرچم کشائی ہوئی، تقریب کا آغاز پیر ابوذر صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، نعت رسول کریم ﷺ ظہیر کاشمیری نے پڑھی، مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر، پروفیسر خالد شبیر احمد نے خطاب کیا اور کہا کہ: ''کسی بھی جماعت کے سامنے عظیم نصب العین ہوتا ہے۔ اس نصب العین کی تکمیل کے لئے کوشاں رہنا ہی جماعت کی سرفرازی و کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے''۔ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: ''دنیا سے بدامنی، تاریک سناٹے والی سیاہ رات کو ختم کرنے کے لیے سفید رنگ کی ضرورت ہے اور یہ سب کچھ تمہاری قربانی اور جدوجہد سے ہوگا۔ شہداء ختم نبوت اور شہداء نظام مصطفیٰ ﷺ کی قربانی یہ سب اس سرخ قمیض میں پوشیدہ ہے اور یہ سرخ قمیض ہمیں یاد دلا رہی ہے کہ آنے والے دور میں ہمیں بھی دین اسلام، عقیدۂ ختم نبوت کے دفاع کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ نائب امیر مرکزی مجلس احرار اسلام سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: ''پرچم کشائی کی یہ تقریب احرار کی روایت ہے۔ وطن عزیز پاکستان اور جماعت کے پرچموں کو لہرانے کا مقصد اپنے ایمان و عقیدے اور وطن سے محبت کے جذبے کی تجدید کرنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ: ''ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی سیاسی پوزیشن کی قربانی دی اور ہم یہ قربانی دے کر کامیاب ہیں ہم نے اپنا مقصد پا لیا''۔ قائد احرار پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے پاکستان اور مجلس احرار اسلام کا پرچم لہرایا اور مختصر خطاب کیا جس میں انہوں نے کہا کہ: ''ہم دینی سیاست کے علمبردار ہیں اور لادین و مغربی سیاست کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم نے سنت نبوی کی پیروی کرنے والے لوگوں کا دامن پکڑا ہے اور ہم یقینِ کامل کے ساتھ اس راستے پر چلتے ہیں۔

۱۱ر بجے دن دوسری نشست کی صدارت خانقاہ سراجیہ سے حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہٗ (نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے کی۔ مولانا تنویر الحسن کی نقابت گجرات کے قاری ضیاء اللہ ہاشمی کی تلاوت، دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے طالب علم حافظ عبدالمجید کی نعت نے سماں باندھ دیا۔ پہلی تقریر مبلغ ختم نبوت مولانا سرفراز معاویہ کی ہوئی انہوں نے کہا کہ: ''آج حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے یہاں جمع ہوکر بتا رہے ہیں کہ ہم کسی طور حالات میں گھبرانے والے نہیں، جب تک جسم میں جان ہے عقیدۂ ختم نبوت کا علم بلند کرتے رہیں گے''۔ گجرات کے مولانا قاری احسان اللہ نے کہا کہ: ''جو مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرتا ہے وہ درحقیقت ذات نبوی کا محافظ ہے''۔ جھنگ کے قاری محمد اصغر عثمانی نے کہا کہ: ''تحفظ ختم نبوت کا سلسلہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے چلا اور آج تک چل رہا ہے، ہر صدی میں علمائے امت نے اپنے اپنے انداز میں اس عقیدہ کا دفاع کیا۔ ہم کارکنان مجلس احرار اسلام بھی اسی جدوجہد کا تسلسل ہیں''۔ لیاقت پور سے عبدالمنان معاویہ نے کہا کہ: ''آج عالم کفر صرف مسلمانوں کو دہشت گرد باور کرانے پر تلا ہوا ہے۔ حالانکہ دنیا بھر کے مسلمان ان کی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج مسلم لیگ کی حکومت نے قائداعظم یونیورسٹی شعبہ فزکس کو غدار وطن ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام سے منسوب کر کے پاکستان کی نظریاتی بنیاد کو شدید نقصان پہنچایا۔ سابق قادیانی محمد آصف نے اپنے مختصر دعوتی بیان میں کہا کہ: ''مسلمان اس کائنات کا دولہا ہے اور پوری بارات کا انتظام دولہے کے لیے ہوتا ہے اور سب کی نظریں دولہا پر ہوتیں ہیں۔ آپ پر دنیا کے کافروں کی نظریں ہیں اس لیے آپ کی دعوت اور اعمال حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہونے چاہئیں۔ سب کو علم ہوگیا ہے کہ قادیانیت اک فتنہ ہے، قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینی چاہیے۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی ہے مسنون اعمال اپنا کر ہی ہم کسی غیر کو اپنا بنا سکتے ہیں''۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مولانا قاری عبید الرحمٰن زاہد نے کہا کہ: ''قادیانی اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں''۔ مولانا شوکت نصیر نے کہا کہ: ''مجلس احرار اسلام نے

سب سے پہلے برصغیر میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جماعتی سطح پر جدوجہد شروع کی۔ کراچی سے تشریف لائے ہوئے مہمان محترم مولانا محمد سعد مدنی نے کہا کہ: ”پہلی مرتبہ یہاں حاضری ہوئی مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے ماشاءاللہ سب انتظام نہایت احسن طریق سے کیے گئے ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو خدام ختم نبوت میں شامل فرمائے اور ہمارا حشر بھی شہدائے ختم نبوت ومجاہدین ختم نبوت میں فرمائے“۔ (آمین) امیر مجلس احرار اسلام سندھ مفتی عطاء الرحمٰن قریشی نے کہا کہ: ”مجلس احرار اسلام میں آپکا اور میرا چلنا بہت سعادت کی بات ہے۔ حافظ محمد اکرم احرار نے پنجابی زبان میں نعت پڑھی۔ رحیم یار خان کے نوجوان مولانا محمد مغیرہ چوہان نے کہا کہ: ہر باطل فتنہ اسلاف امت سے تعلق توڑ کر ہی نیا نظریہ، نیا عقیدہ استوار کرتا ہے اور یہی کچھ فتنہ قادیانیت نے کیا ہے۔ پیر محمد ابوذر اپنی علالت کے باوجود راولپنڈی سے اس کانفرنس میں شریک ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ: ”ہر دور میں مجلس احرار اسلام کو اکابر علماء کرام واولیا عظام کی سرپرستی حاصل رہی، اور وہ جن کا دعویٰ تھا کہ ربوہ ہماری زمین ہے یہاں ہمارا قبضہ ہے ہم یہاں کسی اور کو داخل نہیں ہونے دیں گے، اللہ کے فضل سے احرار ختم نبوت کانفرنس ودعوت اسلام جلوس دشمن کی ناک خاک آلود کر رہی ہے“۔ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ: ”27 فروری 1976ء کو ہم یہاں داخل ہوئے 6 اضلاع کی پولیس نے راستہ روکنے کی کوشش کی، قائد احرار سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کو دوران تقریر گرفتار کرلیا گیا اور سید عطاء المحسن بخاری کو پولیس گرفتار کرنے آئی تو انہوں نے شیر کی طرح للکارتے ہوئے کہا کہ تقریر اور نماز جمعہ کے بعد میں خود گرفتاری دے دوں گا اکابر احرار کی محنت اور ان کے رجزیہ خطبات کی گونج آج بھی موجود ہے۔ ہم نے ربوہ پر قبضہ نہیں کیا بلکہ ہم یہاں کے باسیوں کو واگذار کرانے آئے ہیں قبضہ تو ان لوگوں کا ہے جو خود تو بیرون ملک بیٹھے ہیں لیکن اگر کوئی قادیانی مسلمان ہوجائے یا ان سے باغی ہوجائے تو اس کے گھر پر، اس کی جائیداد پر قابض ہوجاتے ہیں ہم اس قبضہ گروپ سے لوگوں کو آزاد کرائیں گے“۔ اسلام آباد کے مہمان مولانا تنویر احمد علوی نے کہا کہ: ”آج دنیا میں دو بڑے فتنے کام کر رہے ہیں۔ ایک فتنہ وحدت ادیان کا ہے اور دوسرا فتنہ وحدت مذاہب والمسالک کا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہم قادیانیوں کی اسی حیثیت تسلیم کریں جو مسلمانوں کے مابین فروعی مسائل پر اختلاف ہیں وہی اختلاف قادیانیوں کا سمجھیں لیکن یاد رکھیں کہ قادیانیوں سے ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے“۔ مولانا عبدالخالق ہزاروی نے کہا کہ: ”قادیانیت کی پہچان ہی دجل وفریب ہے، ان کے دھوکے سے اپنے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچانا ہمارا فطری اور انسانی حق ہے“۔ مفتی محمد زاہد نے کہا کہ: ”قادیانی کوئی فرقہ نہیں بلکہ اسلام کی اپوزیشن کا مہرہ ہیں اور تمام دین دشمن قوتیں انہیں استعمال کر رہی ہیں“۔ اس نشست کے آخر میں سید محمد کفیل شاہ بخاری نے مختصر خطاب کیا اور شرکائے جلوس کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ: ”ساری کائنات کے اولیا کرام اکٹھے ہوجائیں کسی صحابیؓ کے جوتی پر لگنے والی گرد کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اور سارے صحابہ کسی نبی کے مقام کو نہیں پا سکتے اور سارے نبیوں میں افضل مقام اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی خاتم ﷺ کو عطا فرمایا ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ مجلس احرار اسلام مثبت رویوں کی قائل ہے اور آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے پُرامن جدوجہد کر رہی ہے، دعوت کا کام غصہ سے نہیں کیا جاتا اس کے لیے حضور اکرم ﷺ کے داعیانہ کردار وسیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ معلوم ہو کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے کس طرح کفار کو دعوت اسلام دی ہم بھی اسی طرز کو اپناتے ہوئے قادیانیوں کو دین اسلام کی دعوت دیں گے، جلوس میں شامل کوئی شخص از خود نعرہ نہیں لگائے گا بلکہ کچھ ساتھیوں کو متعین کر دیا گیا ہے وہ ہی نعرے لگائیں گے، جلوس میں ادھر ادھر دیکھنے کے بجائے درود شریف کا ورد کرتے ہوئے جانا ہے، نعرہ تکبیر، اللہ اکبر صلی اللہ علی محمد، صلی اللہ علیہ وسلم، محمد ﷺ ہمارے، بڑی شان والے، عقیدہ ختم نبوت زندہ باد“ کے نعرے ہی لگائے جائیں گے۔

اس نشست میں آخری دعا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد (خانقاہ سراجیہ، کندیاں) نے کی۔

ہزاروں فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار نے فقید المثال دعوت اسلام جلوس نکالا، اقصیٰ چوک پر مولانا سید عطاء المنان بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: ''قادیانیو! تم اسلام قبول کرلو اور ختم نبوت کا پرچم تھام لو تو تم ہمارے بڑے بھائی اور ہم چھوٹے، لیکن یاد رکھو جس شخصیت کی پیروی کا تم دم بھرتے ہو وہ اس قابل نہیں کہ اس کی کتب تم گھر میں ماں، بہن، بیٹی کے سامنے بیٹھ کر پڑھ سکو، جب جلوس قادیانی مرکز ''ایوان محمود'' کے سامنے پہنچا تو وہاں سید عطاء المحسن بخاری نے تلاوت قرآن پاک کی، اور قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا مفتی محمد حسن، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری نے قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فریضہ دہرایا! قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم شہداء جنگ یمامہ سے لے کر 1953ء، 1974ء کے شہداء ختم نبوت کے وارث ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ شہداء ختم نبوت کی قربانیوں سے ہی یہ وطن عزیز ارتدادی اور قادیانی ریاست بننے سے محفوظ رہا، انہوں نے کہا کہ سنت نبوی ﷺ سے وابستہ رہنے ہی میں دنیا و آخرت کی یقینی کامیابی ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانی ہماری درخواست پر اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی اور کتب کا مطالعہ کریں تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ قادیانیت اسلام کی ضد ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا مفتی محمد حسن نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ کے دامنِ رحمت کا ایک سرا زمین پر ہے اور دوسرا حوض کوثر پر ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی آخر الزماں ﷺ کا غلام اور چوکیدار بنادے کہ ہم منصب رسالت و ختم نبوت کے تحفظ کی پرامن جدوجہد کے کارکن بن جائیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ اسلام ابدی دین ہے اور سلامتی صرف دین اسلام میں ہے، قادیانیوں سے درخواست ہے کہ وہ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہوکر اسلام قبول کرلیں۔ احرار کارکنوں کو اپنے بزرگوں کی روایات کے مطابق خدمت خلق اور وطن کی حفاظت کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ الجزائر میں قادیانیوں پر پابندی لگ گئی ہے، حیفہ جہاں پاکستانی قادیانی، عالم اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اب حیفہ جل رہا ہے، آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا اور ہمارے ایٹمی راز امریکہ کو فراہم کیے، آج اسلام آباد میں ایک سرکاری تعلیمی ادارے کی جگہ اس کے نام سے منسوب کی جارہی ہے جو صریحاً اسلام اور ملک دشمن کو نوازنے کے مترادف ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینا ہمارا دینی و آئینی حق ہے اور ہم یہ فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔

مقررین نے انتباہ کیا کہ ربوہ کے سرکاری تعلیمی ادارے قادیانیوں کو ہرگز نہ دیئے جائیں ورنہ صورتحال کشیدہ ہوسکتی ہے۔ انہوں نے تحریک جدید ربوہ کے دفتر پر قانون نافذ کرنے والے ادارے کے چھاپے، ممنوعہ قادیانی لٹریچر ضبط کرنے اور قانون شکن قادیانیوں کی گرفتاری کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ یہ کاروائی آگے بڑھنی چاہیے۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے جلوس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مرزا مسرور احمد اور پوری قادیانی جماعت کو اسلام کی دعوت پیش کی اور کہا کہ قادیانیو! ہم تو تمہارے خیر خواہ اور ہمدرد بن کر یہاں آئے ہیں تا کہ تم سلامتی کی راہ پر آجاؤ اور مرزا قادیانی کے دھوکے اور گمراہی سے نکل کر حضور خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ڈھیر ہو جاؤ، کیونکہ یہ راستہ جنت کی طرف جاتا ہے، انہوں نے کہا کہ دسمبر کے آخر میں قادیان (انڈیا) میں سالانہ قادیانی اجتماع میں پاکستانی قادیانیوں کو جانے کے لئے کلیئرنس نہ دی جائے، کیونکہ قادیانی ملکی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ دعوتی جلوس میں ہزاروں افراد کی پرجوش شرکت کے باوجود شہر میں امن وامان کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ جلوس مکمل طور پر پُرامن رہا، سرکاری انتظامیہ اور پولیس نے سیکورٹی کے سخت انتظامات کر رکھے تھے جب کہ احرار سیکورٹی کے

رضا کاروں نے کوئی اشتعال انگیز نعرہ نہیں لگنے دیا، سالارِ احرار، میاں محمد اویس، جناب فیصل متین مولانا تنویر الحسن، قاری محمد آصف ،مولانا محمد اکمل، مولانا عطاء المنان اور مجلس احرار اسلام چناب نگر کے رضا کاروں نے جلوس کو پُر امن رکھنے میں بہترین خدمات انجام دیں۔جلوس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا مفتی محمد حسن کی دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ جب کہ کانفرنس حضرت خواجہ عزیز احمد مدظلہ کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی، کانفرنس کے اختتام پر احرار کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی جانب سے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عمر فاروق احرار نے درج ذیل قراردادیں پریس کو جاری کیں۔

قراردادیں

☆ آج کا یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ بلا تاخیر اسلامی نظام نافذ کر کے پاکستان کے حقیقی مقاصد کی تکمیل کی جائے۔تاکہ پاکستان امن وامان اور سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

☆ یہ اجتماع اس عزم کا ایک بار پھر اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اسلامی تشخص سے محروم کرنے ،دستور کی اسلامی بنیادوں کو کمزور کرنے اور پاکستانی قوم کو اسلامی ومشرقی اقدار وروایات کے ماحول سے نکال کر مغربی وہندوانہ ثقافت کو فروغ دینے کی ہر کوشش کا مقابلہ کیا جائے گا۔ پاکستانی قوم متحد ہو کر اپنے عقائد واقدار کا تحفظ کرتے ہوئے اسلام کے معاشرتی کردار کے خلاف عالمی وملکی سیکولر لابیوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ یہ اجتماع مشرق وسطیٰ کی تیزی سے بڑھتی ہوئی سنی شیعہ کشیدگی اور سعودی عرب،ایران کے درمیان تنازعات کی موجودہ صورت حال کو انتہائی تشویش واضطراب کا باعث قرار دیتا ہے اور او آئی سی کو اپنا کردار ادا کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ یہ اجتماع ملک میں قیام امن کے حوالے سے نیشنل ایکشن پلان کی حمایت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ نیشنل ایکشن پلان کو غیر جانبدار رکھا جائے ،اور اس بات کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ بعض مخصوص عناصر، لابیاں اور گروہ اسے مخصوص مذہبی حلقوں ، دینی مدارس اور مذہبی قوتوں کے خلاف استعمال کر کے ،ریاستی اداروں بالخصوص فوج اور دینی حلقوں کے درمیان عدم اعتماد اور محاذ آرائی کی فضاء پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ملک وقوم کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔نیشنل ایکشن پلان امن کی بحالی کے لیے اچھی پیش رفت ہے لیکن اسے منفی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

☆ یہ اجتماع بلوچستان میں حالات کی خرابی میں را، موساد اور سی آئی اے کو ذمہ دار قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ بیرونی ایجنسیوں، بعض پڑوسی ممالک کے مذموم کردار اور قادیانی عنصر کی پس پردہ تخریبی سرگرمیوں کو بے نقاب کرتے ہوئے لسانی اور علاقائی تعصّبات کے پھیلاؤ میں ملوث ذمہ دار عناصر کے خلاف بھر پور آپریشن کیا جائے۔تاکہ امن وامان کی بحالی ہو سکے۔

☆ یہ اجتماع کراچی میں امن وامان کی بحالی کو تحسین واطمینان کی نظر سے دیکھتے ہوئے بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ میں ملوث عناصر کو احتساب کے دائرے میں لانے کا مطالبہ کرتا ہے اور ان کے سرپرست حکومتی اور اپوزیشن ارکان کو عدالتی کٹہرے میں لاکر قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆ سی پیک معاہدہ کو یہ اجتماع پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور اسے ملکی خوش حالی اور ترقی واستحکام کے لیے مستحسن قدم گردانتا ہے،ضرورت اس امر کی ہے کہ اس معاہدے کے حوالے سے پاکستان کی عزت نفس کو ہر مقام پر ملحوظ رکھ کر باعزت کردار ادا کیا جائے اور حزب اختلاف کے اعتراضات کا اطمینان بخش جواب دیا جائے،تاکہ پاکستان کے مستقبل سے متعلق اس اہم ایشو پر حکومت اور اپوزیشن کا یکجا موقف سامنے آسکے۔

☆ یہ اجتماع بھارت کے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کی بجائے سفاکی و درندگی کے مناظر پیش کرنے کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت پاکستان اور عالمی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیری یوں مظلوموں کے انسانی حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے انہیں بھارتی ظلم واستبداد سے

بچایا جائے اور ان کی آواز دبانے کی بجائے حق خود ارادیت دے کر ان کے دیرینہ مطالبہ کو احترام دیا جائے۔

☆ یہ اجتماع شام اور برما میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور ان کی نسل کشی کی بھی شدید مذمت کرتا ہے۔ شام میں بشاری اور روسی افواج نہتے اور بے گناہ شہریوں پر بمباری کر کے انہیں قتل کرنے اور برما میں فوجی ظالموں کے ہاتھوں مسلمانوں کے بے دریغ قتل عام کی شدید مذمت کرتا ہے۔ حکومت، اقوام متحدہ میں اس کے خلاف آواز اٹھائے۔

☆ یہ اجتماع وزیر اعظم نواز شریف کے قائد اعظم یونیورسٹی کے نیشنل سنٹر فار فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب کرنے پر شدید احتجاج کا اظہار کرتا ہے، کیونکہ وزیر اعظم کا یہ اعلان ڈاکٹر عبدالسلام کو مسلمان سائنس دان قرار دینے کی طرف ایک شعوری قدم ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اس غیر آئینی فیصلے کی فی الفور واپسی کا اعلان کرکے، عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں میں پائے جانے والے اضطراب و پریشانی کو ختم کرے۔

☆ آج کا یہ اجتماع امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے، پاکستانی تعلیمی نصاب میں مداخلت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ امریکی ایماء پر تعلیمی نصاب میں تبدیلیوں کا سلسلہ بند کیا جائے اور تعلیمی نصاب کے حوالے سے مذکورہ امریکی اداہ کے لئے سفارشات مرتب کرنے والی این جی او ادارہ امن تعلیم پر پابندی لگائی جائے اور تعلیمی نصاب سے نظریہ پاکستان سے متعلق حذف کئے گئے نصابی مواد کو دوبارہ نصاب کا حصہ بنا کر طلبہ کی فکری و نظریاتی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

☆ اسلامی نظریاتی کونسل کے آئین میں متعینہ اختیارات اور دائرہ کار کو محدود کرنے کی بجائے کونسل کو آزادی کے ساتھ اپنا کام کرنے کے مواقع میسر کیے جائیں، کونسل کی سفارشات کو آئین کا حصہ بنایا جائے اور ان پر عمل درآمد میں رکاوٹوں کو ختم کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع سندھ اسمبلی کے قبول اسلام کے متعلق منظور کردہ بل کو اسلام کے خلاف کاروائی قرار دیتا ہے، بیرونی قوتوں کے آگے سافٹ امیج پیش کرنے کی کوشش دراصل اسلامی اصولوں کے خلاف اور پاکستانی دستور سے انحراف ہے، اس غیر اسلامی اور غیر آئینی بل کو فی الفور واپس لے کر اسلام اور پاکستان کو مزید تضحیک و تشنیع کا نشانہ بننے سے، بچایا جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت پنجاب کی قادیانیوں کو تعلیمی اداروں کی واپسی کی کوششوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت مسلمان طلباء کی نظریاتی و فکری تربیت منہدم کرنے کی بجائے ان کے نظریاتی تشخص اور اسلامی شناخت کو بحال رکھنے میں معاون بنے۔

☆ یہ اجتماع، حکومت اور حزب اختلاف کی جاری محاذ آرائی اور ان کے انتہا پسندانہ و جارحانہ ردعمل کو ملک و قوم کے لیے ضرر رساں سمجھتا ہے اور اسے سیکولر پالیسی کا شاخسانہ قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ اس متشددانہ رویہ کو ترک کر کے تعمیری تنقید کے ساتھ ساتھ ملک کے اندرونی مسائل پر توجہ مبذول رکھی جائے اور عوام کی مشکلات اور مسائل کے سدباب کے لیے ہم قدم ہو کر خیر سگالی کی فضاء پیدا کی جائے۔

☆ قادیانی جرائد ''الفضل'' اور ''تحریک جدید'' کی غیر قانونی اشاعت اور ممنوعہ قادیانی کتب کی اشاعت میں ملوث قادیانیوں کی حساس اداروں کے ہاتھوں گرفتاری سے ایک اچھی روایت کا آغاز ہوا ہے، یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اسی طرح ملک بھر میں قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں کو آئین کے دائرے میں لاکر ان کا تدارک کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی سرگرمیوں کو تشویش ناک قرار دیتا ہے اور انہیں ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد اور ملک کے دستور، قانون کی صریح خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے تمام ریاستی اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے اجماعی موقف سے منحرف اور دستور پاکستان سے بغاوت کرنے والے اس گروہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا نوٹس لیں اور اپنا دستوری کردار ادا کریں۔

☆ چناب نگر اور مضافات کے مکینوں کو مالکانہ حقوق فراہم کئے جائیں۔

☆ یہ اجتماع طیارہ حادثہ کے شہداء کے لیے مغفرت اور ان کے لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

☆ یہ اجتماع مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی مجلس عاملہ کے رکن صوفی غلام رسول نیازی (فیصل آباد) کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے۔

نعت

ساغر صدیقی

بزمِ کونین سجانے کے لیے آپ آئے
شمعِ توحید جلانے کے لیے آپ آئے

ایک پیغام، جو ہر دل میں اجالا کر دے
ساری دنیا کو سنانے کے لیے آپ آئے

ایک مدت سے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو
ایک مرکز پہ بلانے کے لیے آپ آئے

نا خدا بن کے ابلتے ہوئے طوفانوں میں
کشتیاں پار لگانے کے لیے آپ آئے

قافلہ والے بھٹک جائیں نہ منزل سے کہیں
دور تک راہ دکھانے کے لیے آپ آئے

چشمِ بیدار کو اسرارِ خدائی بخشے
سونے والوں کو جگانے کے لیے آپ آئے

(کلیاتِ ساغر)

نعت

الطاف حسین لنگڑیال

عشق و حضور کا سلسلہ
میرے حضور کا سلسلہ

عقل و شعور کا سلسلہ
میرے حضور کا سلسلہ

سیرت سرورِ جہاں
اسوۂ کامل ہر زماں

فکرِ حضور واہ واہ
نور پہ نور کا سلسلہ

فقر و غنا کا پیرہن
عجز و کسر سے زیب تن

پاؤں کے نیچے تھا دفن
فخر و غرور کا سلسلہ

یاں ہے وصال رُوبَرو
لمحہ بہ لمحہ دم بدم

تابِ کلیم دم بخود
جلوۂ طور کا سلسلہ

الطاف تو کرتا ہے کیا
ممدوح یزداں کی ثناء

کہاں نعتِ سرور انبیاء
کیا تری بحور کا سلسلہ

نعت

سراج الدین ظفرؔ

سبوئے جاں میں چھلکتا ہے کیمیا کی طرح
کوئی شراب نہیں عشقِ مصطفیٰ کی طرح

قدح گسار ہیں اس کی اماں میں جس کا وجود
سفینۂ دوسرا میں ہے نا خدا کی طرح

وہ جس کے لطف سے کھِلتا ہے غنچۂ ادراک
وہ جس کا نام نسیمِ گرہ کشا کی طرح

طلسمِ جاں میں وہ آئینہ دارِ محبوبی
حریمِ عرش میں وہ یارِ آشنا کی طرح

وہ جس کا جذب تھا بیداریِ جہاں کا سبب
وہ جس کا عزم تھا دستورِ ارتقا کی طرح

وہ جس کا سلسلۂ جُود ابرِ گوہر بار
وہ جس کا دستِ عطا مصدرِ عطا کی طرح

سوادِ صبحِ ازل جس کے راستے کا غبار
طلسمِ لوحِ ابد جس کے نقشِ پا کی طرح

خزاں کے حجلۂ ویراں میں وہ شگفتِ بہار
فنا کے دشت میں وہ روضۂ بقا کی طرح

وہ عرش و فرش و زمان و مکاں کا نقشِ مراد
وہ ابتدا کے مطابق وہ انتہا کی طرح

بسیط جس کی جلالت حمل سے میزاں تک
محیط جس کی سعادت خطِ سما کی طرح

شرف ملا بشریت کو اس کے قدموں میں
یہ مشتِ خاک بھی تاباں ہوئی سہا کی طرح

اسی کے حسنِ ساعت کی تھی کرامتِ خاص
وہ اک کتاب کہ ہے نسخۂ شفا کی

وہ حسنِ لم یزلی تھا تہِ قبائے وجود
یہ راز ہم پہ کھلا رشتۂ قبا کی

بغیر عشقِ محمد کسی سے کھل نہ سکے
رموزِ ذات کہ ہیں گیسوئے دوتا کی طرح

ریاضِ مدحِ رسالت میں راہوارِ غزل
چلا ہے رقص کناں آہوئے صبا کی طرح

نہ پوچھ معجزۂ مدحتِ شہِ کونین
مرے قلم میں ہے جنبش پرِ ہما کی طرح

جمالِ روئے محمد کی تابشوں سے ظفر
دماغِ رند ہوا عرشِ کبریا کی طرح

نعت

سلمان قریشی

حُسن جیسے کوئی نُور کا پیرا ہن　　حُسن جیسے گُلوں کی کوئی انجمن
حُسن نازاں ہیں جس پہ سبھی سیم تن　　حُسن قربان جس پہ ہوئے گُل بدن
حُسن جس پر نہ پہنچیں میرے فکرو فن　　حُسن جس کو نہ لکھ پائیں اہلِ سخن
حسن جس کے نہیں جیسے اہل عدن　　حُسن جس کے نہیں جیسے سروسمن
حُسن اِک آئینہ دلکش و دلنشیں　　صَندلیں صَندلیں، اَحمریں اَحمریں
آفریں سفریں !! آفریں آفریں　　چہرہ شمس و قمر جس سے ہیں ضوفشاں
چہرہ جس میں سمٹ آئیں دونوں جہاں　　چہرہ خالق کی تخلیق کا ایک فن
چہرہ ایسا کہ رشکِ زمین و زمن　　چہرہ ایسا کہ خود عائشہؓ کہہ اُٹھیں
چہرہ گر مصر کی عورتیں دیکھتیں　　انگلیاں چیز کیا کاٹتیں دل یہاں
شاہد اس بات کے ہیں زمین و زماں　　چہرہ مدحت میں جس کی ہے رب کا بیاں
چہرہ حق کا نشاں یہ نہیں داستاں　　چہرہ جیسا کہ چہرہ ہوا ہی نہیں
ماہ رو ماہ رو ، مہ جبیں مہ جبیں　　آفریں سفریں !! آفریں آفریں

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

یہ حلب ہے میرے مہرباں

سید محمد معاویہ بخاری

شام کے شہر حلب پر جو قیامتیں ٹوٹی ہیں اس پر دل بہت دکھا عجیب نا گفتہ بہ کیفیت ہے۔ میں شعر کہنے کے ہنر سے بالکل نا آشنا ہوں بس یونہی جی چاہا کہ جو دل میں ہے اسے لکھ ڈالوں چناں چہ ایک جسارت کر ڈالی معلوم نہیں آپکو یہ بدتمیزی کیسی لگے۔(محمد معاویہ)16 /دسمبر 2016ء

یہ حلب ہے میرے مہرباں
جہاں پہ ہیں وہ رواں دواں
وہ جو دربدر سے ہیں قافلے
ہے تلاش جنکو امان کی

یہ وہی تو ہیں میرے مہرباں
نہیں جنکے پاس کوئی زادِ راہ
اک سوختہ جاں ہے بچی ہوئی
جسے لے کیوہ ہیں نکل پڑے

یہاں سارا شہر ہی مدفون ہے
یہاں ہر طرف ہی تو خون ہے
میں یہاں ہوں مجھے مار دو
ایک ننھی بیٹی کا یہ فون ہے

کہاں گئے ہیں وہ کلمہ گو
جنہیں کہتے ہیں امت مسلمہ

میرے حلب پر میرے قلب پر
جو قیامتیں تھیں گذر گئیں

یہاں بٹ رہی ہیں مسرتیں
ہر ظاہر و خفیہ مقام پر
وہاں قتل ہوئی ہے انسانیت
یہاں جشنِ فتح مبین ہے

مجھے کشمیریوں نے جگا دیا
مجھے برمیوں نے رولا دیا
میں غزہ کے لیے ہوں مضطرب
مجھے حلبِ شام بھی عزیز ہے

حلب کی زخمی تنہا بچی

ثمریاب ثمر
ڈھاکہ دیوی رامپور، منہاران سہارنپور، انڈیا

میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
بجھ گئے آنسوؤں سے کیوں شعلے
ان کو کچھ دیر اور جلنا تھا
خاک و خوں میں تلاش کر لیتی
امی ابا سے کاش مل لیتی
بھائی بہنوں سے پیار کر لیتی
گھر کے ملبے تلے دفن ہیں سب
کاش میرا بھی دم نکلنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
مجھ کو دنیا میں چھوڑ کر امی
جا بسی ہو بہارِ جنت میں
سرخ جوڑا پہن لیا میں نے
اب تو مجھ کو بلاؤ جنت میں
مجھ کو اپنے خدا سے ملنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا

اپنے رب سے بتاؤں گی جا کر
خون ارزاں ہوا ہے دنیا میں
جسم جلتے ہوں بے گناہوں کے
ظلم کیا کیا نہیں ہے دنیا میں
اب تو ظالم کا سر کچلنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
آج چیخیں سنائی دیتی ہیں
میں نے دیکھی ہیں عصمتیں لٹتی
بنت حوا کا سینہ چھلنی ہے
سوئی امت مگر نہیں اٹھتی
اب تو امت کو جاگ جانا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
گود ماؤں کی ہوگئی سونی
زخمی زخمی ہیں پھول سے چہرے
کچھ کو گودوں میں مار ڈالا ہے
کچھ پہ اب بھی ہزار ہیں پہرے

آج ایوبی کوئی............آنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
مائیں کہتی ہیں آج بچوں سے
اب نہ روؤ کہ جاگ جائیں گے
سن کے آہ و بکا تمہاری پھر
شیخ عربوں سے بھاگ جائیں گے
ان کو دنیا سے بھاگ جانا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
وہ حلب سے ہماری کچھ بہنیں
معتصم کو صدائیں دیتی ہیں
کون سنتا ہے آج......امت میں
کس کی آخر دہائی دیتی ہیں
سر بکف ہو کے اب نکلنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
آج دیکھو حسین کی بیٹیں
اپنا سب کچھ ہی ہار بیٹھی ہیں
کربلا میں شمر کے آگے پھر
اپنی عزت بھی ہار بیٹھی ہیں
ہم کو کچھ بھی ہو کر گزرنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟

مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
آج دیکھا بلکتی بہنوں کو
اپنے پرکھوں کی لاج کی خاطر
کیسے ناموس کی حفاظت میں
جان دیدی ہے شان کی خاطر
قوم بزدل ہے کچھ تو کرنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
سرزمین حلب کی وہ بہنیں
آج نوحہ کناں ہیں امت پر
آج تاریخ بھی ہوئی حیراں
بزدلی ہے عظیم......امت پر
اس سے بدتر تو کچھ نہ ہونا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
پھول کچلے گئے ہیں گلشن میں
خون کب تک بہے گا آنگن میں
یا خدا! رحم کر ضعیفوں پر
آگ کب تک بجھے گی گلشن میں
ابر رحمت کو اب برسنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
بھوک سے تلملا رہے............بچے

گوشت مردوں کا کھا رہے بچے
کون ان کی مدد کو آئے گا
تجھ کو یارب! بلا رہے بچے
اب تو ان کی مدد کو آنا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا
اپنا دکھڑا بیان کرتا ہوں
مجھ کو افسوس ہے ندامت ہے
اے شہیدو! سلام کرتا ہوں
میں جو زندہ ہوں مجھ پہ لعنت ہے
اے شمر اب تو سر کٹانا تھا
میں اکیلی ہی کیوں رہی زندہ؟
مجھ کو ان کے ہی ساتھ مرنا تھا

حدیث مبارکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو، اس کا مال ہے جس کے پاس مال نہ ہو۔

بے شک دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔

نشے اور غربت کا ستایا ہوا شاعر......ساغر صدیقی

مولانا مجاہد الحسینی

اللہ کے آخری نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے سلسلے میں ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوت کا آغاز تھا۔ قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگی رہنماؤں کی حصولِ اقتدار کی کشمکش خوب زوروں پر تھی، آزادی ملنے کے بعد پنجاب کے پہلے وزیر اعلیٰ نواب افتخار حسین ممدوٹ کی وزارت علیا کی گدی پر میاں ممتاز دولتانہ براجمان ہو چکے تھے، تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی سعادت پانے والوں کا تحریک کے ترجمان روزنامہ آزاد لاہور کے دفتر میں عشاق عقیدہ ختم نبوت کی خوب رونق رہتی تھی۔ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس، سر کے بکھرے بال، چہرے پر غربت و افلاس کی سلوٹیں اور عجیب وغریب حالت میں ایک درویش میرے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ میں سمجھا کہ ابھی اپنی غربت کا رونا رو کر مجھ سے بھیک مانگے گا مگر میری حیرت کی انتہا کہ اس نے دعا سلام کے بعد بیٹھتے ہی چائے کی فرمائش کی، میں نے دفتر کے خادم سے چائے لانے کو کہا تو اس نے ساتھ ہی سگریٹ کی ڈبیا لانے کی بھی فرمائش کر دی، میں نے ساتھ بسکٹ لانے کا اضافہ کر کے خادم کو روانہ کر دیا، پھر میں نے نو وارد کا تعارف اور ضروری معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس نے ساغر صدیقی نام بتاتے ہی اپنے چند اشعار سنائے۔

راہ گذر کے چراغ ہیں ہم لوگ — آپ اپنا سراغ ہیں ہم لوگ
چشمِ تحقیر سے نہ دیکھ ہمیں — دامنوں کا فراغ ہیں ہم لوگ

کلام کی روانی اور بلاغت سے میں بہت متاثر ہوا کہ یہ تو گودڑی میں لعل کا مصداق ہے۔ اب ساغر صدیقی سے دوستی اور تعلق خاطر کا رشتہ قائم ہو گیا، وہ چند روزے کے وقفے کے بعد دفتر میں قدم رنجاں ہوتے تو حسبِ معمول آتے ہی چائے اور سگریٹ کی فرمائش کرتے ہوئے لکھنے کے لیے کاغذ طلب کرتے اور میرے سامنے بیٹھ کر فی البدیہہ اپنا کلام لکھتے اور سناتے اور دفتری عملے سمیت موجود سامعین سے خوب داد وصول کرتے تھے۔

چناں چہ تحریک ختم نبوت کی تائید میں ساغر صدیقی کے ساتھ ریڈیو پاکستان کے کاپی رائٹر علامہ لطیف انور، شریف جالندھری، جانباز مرزا، محمود مرزا پشاوری، حفیظ رضا پسروری، سائیں محمد حیات اور دیگر شعراء بھی ہم نوا اور شرکت کیا کرتے تھے، پھر تحریک ختم نبوت رفتہ رفتہ ہمہ گیر ہوتی گئی اور صورتِ حال کی مناسبت سے سب سے زیادہ حسب حال کلام ساغر صدیقی اور علامہ شریف جالندھری کا ہوتا تھا، تحریک ختم نبوت کی شدت پر دولتانہ صاحب نے عشاق عقیدۂ ختم نبوت کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی تھی، چنانچہ سرگودھا میں مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کے پوتے ذکاء اللہ امرتسری اور صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ سجادہ نشین آلو مہار شریف کے فرزند خالد حسن کو ختم نبوت کے نام سے جلسے کا انتظام کرنے پر گرفتار کر لیا تھا

جس پر علامہ شریف جالندھری نے لکھا تھا۔

اسے یہ کہہ دو جو ممتاز دولتانہ ہے　　نہ کر غرور گرچہ تیرا زمانہ ہے
قدم قدم پہ ہیں جبر کے　　گلی گلی تیرے ظلم کا فسانہ

ممتاز دولتانہ کے خلاف یہ اشعار زبان زدعوام ہوگئے تھے، حالات کی سنگینی اور تلخی کے پیشِ نظر اک دن محکمہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر جنرل میر نور احمد دفتر روزنامہ آزاد میں تشریف لائے اور وزیر اعلیٰ پنجاب ممتاز محمد خان دولتانہ کی طرف سے تحریک سے متعلق خبریں وغیرہ شائع کرنے سے اجتناب کرنے کی بابت پہلے نرم لہجے میں اور پھر تہدیدآمیز لب و لہجے میں حکم نامہ سنایا۔ میں نے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ و اشاعت تو امت مسلمہ کا ایسا عقیدہ ہے جس کی کڑیاں اسلامی عقاید کی اساس سے وابستہ ہیں، ہم تو پرامن طریقے سے اور شائستہ انداز میں فریضۂ انجام دے رہے ہیں، تشدد اور تلخی سے گریز کرتے ہیں۔ اس یقین دہانی کے باوجود میر نور احمد صاحب مطمئن نہ ہوئے اور اپنی فطری تھتھلی زبان میں کچھ فرماتے ہوئے چلے گئے۔

چند روز بعد حکومت پنجاب کا نمایندہ آ گیا جس نے ہوم سیکرٹری سے ملاقات کا پیغام سنایا، ہوم سیکرٹری صاحب سے حسب پروگرام ملاقات ہوئی تو انھوں نے بھی وزیر اعلیٰ کی حسب ہدایت پہلے ترغیب پھر تخویف کا حربہ استعمال کیا، میری جانب سے عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں استقامت کا موقف دیکھ کر انھوں نے چائے سے تواضع کرتے ہوئے کہا کہ حکومتی ذمہ داریاں پوری دیانت سے پورا کردی ہیں، جہاں تک عقیدۂ ختم نبوت کا تعلق ہے یہ مسلمانوں کے دین وایمان کا معاملہ ہے اس سلسلے میں میرا عقیدہ بھی وہی ہے جو آپ کا ہے، دینِ اسلام کے احکام پر ثابت قدمی کے ساتھ ساتھ ذرا نرم اور شائستہ انداز میں اپنی صحافتی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔

ہرحال تحریک ہمہ گیر ہوگئی، ملتان کی مسجد پھل ہٹاں کے سامنے ختم نبوت کے جلوس پر پولیس کی فائرنگ سے چند مسلمان شہید ہوگئے تو ساغر صدیقی نے اپنی ایمان افروز طویل نظم میں کہا۔

ملتان کے شہیدو! ملتان کے ستارو!　　تم نے اٹھا لیا ہے بطحا کا سبز پرچم

ساغر صدیقی قادر الکلام اور بلند درجے کا شاعر تھا۔ زندگی کے ابتدائی ایام میں معاشی تنگدستی اور غربت و افلاس نے ایسا گھیرا ڈالا ہوگا کہ غم غلط کرنے کے لیے اس نے بھنگ بھری سگریٹ پی لی ہوگی، پھر وہی ہوا جو منشیات زدہ افراد کا حال ہوتا ہے۔ ساغر صدیقی بایں ہمہ مدہوش وسچا اور پکا عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اس کا نعتیہ کلام پڑھ کر اور سن کر ہر شخص اشکبار ہو جاتا ہے، اس نے کیا خوب نعتیہ شعر کہے ہیں، ملاحظہ فرمایے۔

جن کو الہام و نبوت کا امیں ہونا تھا　　جن سے قائم ہوئے بیدار نگاہی کے اصول
دوشِ براق پہ پہنچے جو سرِ عرشِ بریں　　وہ خلاؤں کے پیمبر وہ فضاؤں کے رسول

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ساغر صدیقی کے گہرے عقیدت ومحبت کے رشتے کے

ہمدوش سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ کی زیارت کے سلسلے میں ماہی بے آب کی مانند تڑپتے ہوئے وہ اپنی محرومی کا رونا روتے ہوئے کیا خوب اظہار کرتے ہیں۔

دل ہاتھوں میں آجاتا ہے جب لوگ مدینے جاتے ہیں ‏ بے تاب سماں تڑپاتا ہے جب لوگ مدینے جاتے ہیں
اے جی نہ ترس ہم اگلے برس ارمان نکالیں گے تیرے ‏ جی ایسے کوئی بہلاتا ہے جب لوگ مدینے جاتے ہیں

کاش اس دور کے حکمران ساغر صدیقی کی اس بے چینی اور محرومی کا احساس کرتے ہوئے حج کے موقع پر سرکاری حج وفد میں اس مور بے مایہ شاعر کو بھی شامل کر لیتے تو روز قیامت وہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں ساغر صدیقی کے درد بھرے شکوے سے اپنا دامن داغدار ہونے سے محفوظ کر سکتے تھے۔ ساغر صدیقی کے نعتیہ کلام کے چند اشعار یہ بھی ہیں۔

اس کی لوری کے لیے لفظ کہاں سے لاؤں ‏ سارے عالم کے مقدر کو جگایا جس نے
جس کے جھولے پہ ملائک نے ترانے چھیڑے ‏ قیصر و کسریٰ کی منڈیروں کو ہلایا جس نے
جو کھلونوں سے نہیں شمس و قمر سے کھیلے ‏ جن پر سایہ پَر جبریل کیا کرتے تھے
گود میں لے کر گزرتی تھی حلیمہ جس سمت ‏ خار اس راہ کے خوشبو سی دیا کرتے تھے

خوفِ طوالت کے پیش نظر ساغر صدیقی کے اس نعتیہ کلام پر اکتفا کرتے ہوئے ان کا غیر مطبوعہ کلام جو میرے گمشدہ کاغذات سے دستیاب ہوا پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ آج کے ناگفتنی حالات کے پیشِ نظر ساغر صدیقی مرحوم نے مشاہداتی انداز میں یہ نظم تحریر کی ہے۔

یہ تیری گلیوں میں پھر رہے ہیں جو چاک داماں سے لوگ ساقی! ‏ کریں گے تاریخ مرتب یہی پریشاں سے لوگ ساقی!
اگر یہ اندھیر اور کچھ دن رہا تو ایسا ضرور ہوگا ‏ الجھ پڑیں گے بنام حالات زلفِ جاناں سے لوگ ساقی!
مطالبہ کر رہے ہیں تجھ سے کوئی منظّم الم عطا کر ‏ یہ باخبر ہو چلے ہیں شاید غم فراواں سے لوگ ساقی!
کوئی نیا رنگ بخش اس کو کوئی نئی روح پھونک اس میں ‏ گریز کرنے لگیں گے ورنہ حدیثِ یزداں سے لوگ ساقی!
چمن کی خیرات چند کانٹے ہی ڈال دے دامن طلب میں ‏ وگرنہ مر جائیں گے لپٹ کر درِ گلستاں سے لوگ ساقی!
یہ جگنوؤں کی چمک پر بھی اب سنبھال لیتے ہیں اپنا خرمن ‏ مجھے یقین ہے کہ ڈر گئے ہیں شبِ چراغاں سے لوگ ساقی!
خیال ہے میکدے میں اک بار اور شعلوں کا راج ہوگا ‏ شنید ہے انتقام لیں گے نشاط دوراں سے لوگ ساقی!
لگا کوئی ضرب اس ادا سے کہ ٹوٹ جائیں دلوں کی مہریں ‏ تری قسم تنگ آ گئے ہیں سکوت پنہاں سے لوگ ساقی!
دلوں میں صد انقلاب رقصاں لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ ‏ نہ جانے آئے ہیں کس جہاں سے یہ حشر ساماں سے لوگ ساقی!

ساغر صدیقی کی بھی کوئی انجمن ستائش باہمی ہوتی تو وہ بھی شہر خاموشاں کو سفر کی روانگی سے پہلے ضرور اپنے اعزاز میں اجلاس منعقد کر کے میڈیا کو ساغر نمبر شائع کرنے اور ان کے ادبی کارناموں کے ہر سال اوصاف بیان کرنے کی تلقین کرتے۔

عشق کے قیدی

(قسط:۵)

ظفر جی

دوسری ملاقات

22 جنوری....1953ء....کراچی

آج پھر گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے رونق تھی۔مختلف اخباری نمائندے اِدھر اُدھر سرگوشیاں کرتے پھر رہے تھے۔بہت سی افواہیں گردش کر رہی تھیں۔ہم وزیر اعظم ہاؤس کے باہر کھڑے تھے۔

"سنا ہے کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت آج کوئی الٹی میٹم دینے والی ہے۔"ایک دُبلے پتلے صحافی نے مجھ سے سرگوشی کی۔

"دیکھئے 1952ء گزر چکا.....ایک سال سے تحریک چل رہی ہے.....ظاہر ہے مجلس عمل وزیر اعظم صاحب کو پھولوں کا ٹوکرا دینے سے تو رہی....الٹی میٹم ہی دے سکتی ہے!!!!"

"ویسے ایک بات تو ماننی ہی پڑے گی ...." وہ چشمہ درست کرتے ہوئے بولا۔" مجلس کی تشکیل کے بعد'' خلیفہ'' نے پاکستان میں مرزائیت کا جھنڈا اگاڑنے کا خواب دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔ "

"ظاہر ہے...'' خلیفہ'' سوئے گا تو خواب دیکھے گا۔"میں نے جواب دیا۔

"سنا ہے آج ایک بہت بڑی شخصیت وزیر اعظم سے ملنے آ رہی ہے؟ کون ہو سکتا ہے؟"وہ کچھ اور قریب ہو کر بولا۔

"چاندپوری...."میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" کون چاندپوری؟"وہ مجھے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"میرا مطلب ہے چاندپوری ہی اس سوال کا بہتر جواب دے سکتے ہیں...وہ لگّی سٹار تک گئے ہیں سموسے لینے۔"

"یہ دیکھئے...مرزائی اخبار'' الفضل'' ربوہ میں اشتہار چھپا ہے ....خونی مُلّا کے آخری دن" اُس نے جیب سے ایک پرچہ نکال کر دکھایا۔

"یہ کہاں سے ملا تمہیں؟ "

"ایک مرزائی سے منگوایا ہے "

"مجھے دے دو....اس میں سموسے ڈال کر کھائیں گے۔ "

اتنے میں چاندپوری آ گئے۔

"آج پیر صاحب آف سرسینہ شریف تشریف لا رہے ہیں.... "انہوں نے دُور سے اعلان کیا۔" بنگال کی ایک مقتدر مذہبی شخصیت....خواجہ ناظم الدین بھی بنگالی ہیں....سو... لوہے کو لوہا کاٹنے آ رہا ہے بھائی....سموسہ لیجئے۔"

کچھ ہی دیر بعد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا وفد بھی پہنچ گیا۔ وفد اندر گیا تو اخباری نمائندگان بھی پیچھے پیچھے ہو لئے۔ وزیراعظم وفد کے ہمراہ پیر صاحب کو دیکھ کر پریشان ہو گئے اور کہا:

"پیر ساب؟؟ کیا بنگال تک مرزوئیت پونس گیا؟؟ "

"اگر آپ کی شفقت رہی تو کاشغر تک بھی پہنچے گی۔" پیر صاحب نے وزیرِاعظم سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"اللہ نہ کرے....حکومت مجلس عمل کے مطالبات کی روسنی میں اہم اقدامات اٹھانے پر گور کر رہی اے۔ "

" کون سے اقدامات وزیراعظم صاحب....!" ابوالحسنات بول پڑے۔ "ہم کئی بار آپ کے پاس آ چکے ہیں...آپ کو بتا چکے ہیں کہ خدارا! آفس سے باہر نکل کر دیکھئے....ملک میں کیا ہو رہا ہے....مرزائیت ملک کی رگ رگ میں بیٹھ چکی ہے ....سر ظفر اللہ کلیدی آسامیاں ریوڑیوں کی طرح قادیانیوں میں بانٹ رہے ہیں....ہم آپ کے سامنے کئی بار اِحتجاج کر چکے...فریاد کر چکے ....مگر آپ ہیں کہ جیسے سنتے ہی نہیں.... "

" دیکھئے....!! ہم آپ کو بار بار بتائے کا ہے کہ جفراللہ کو فی الفور ہٹانا ملکی مفاد میں نئیں ہے....کیا بولے گا؟ امریکہ سے گندم کا بات سَل ریا ہے....موسئلہ کسمیر پر سلیوسن آنے والا ہے....جفراللہ کو ہٹایا گیا تو پاکستان کو نقصان ہوئے گا...کیا بولے گا؟" وزیرِاعظم نے کہا۔

" لیکن اگر آپ نے سر ظفر اللہ کو برخواست نہ کیا تو ملک پر اِس سے بھی بڑی آفت آئے گی۔" وفد نے کہا۔

"وہ کائیسے؟؟ "

"حضور!! اُمتِ مرزائیہ کی تار ربوہ سے ہلائی جاتی ہے....کل کلاں ملک پر کوئی کڑا وقت آ گیا تو بطور وزیرِاعظم آپ کی کوئی نہیں سُنے گا....سب ربوہ کے خلیفہ کی طرف دیکھیں گے۔ "

"دیکھو....یہ ایک دم فجول بات ہے...مجوسی مت پھیلائیے۔" وزیرِاعظم نے کہا۔

"حضور!! ہم کاہے کو مایوسی پھیلائیں گے...ابھی کل ہی کا واقعہ ہے....آپ کی راجدھانی میں مرزائیوں کا جلسہ ہوا...آپ کا حکم تھا کہ ظفر اللہ خان کراچی نہ آئیں....آپ کے احکامات ہوا میں اُڑا دیے گئے....خلیفہ کی مان لی گئی....اب آپ ہی بتائیے....اس ملک کا اصل حاکم کون ہوا؟ آپ یا خلیفہ؟....یہ تو اَندر کا حال ہے...عالمی معاملات بھی آپ کی دسترس سے نکل رہے ہیں....کچھ عرصہ پہلے عرب ممالک نے سلامتی کونسل میں مسئلہ فلسطین پر پاکستان کی سیاسی دستگیری چاہی...انہوں

نے وزارت خارجہ سے رابطہ کیا...جواباً انہیں بتایا گیا کہ پہلے خلیفۂ ربوہ کی رضاء حاصل کرو....تب جا کر ہم دو لفظ آپ کی حمایت میں بولیں گے!!!" علماء نے سوال کیا۔

"دیکھئے... پالیٹیکس میں اُونچ نیچ سب سَلتا ہے....جیادہ ٹینسن لینے کا نئیں ہے!!! "

" ٹینشن نہ لیں؟؟....ایک آزاد اِسلامی مملکت میں وزارتِ خارجہ کا قلمدان مرزائیت کی نشر و اِشاعت کے لئے وقف ہے اور ہم ٹینشن نہ لیں؟ گریڈ سترہ سے بائیس تک کی ہر آسامی پر ایک قادیانی بیٹھا ہے، ہم ٹینشن نہ لیں؟ بیوروکریسی، مقنّنہ، عدلیہ، انتظامیہ کے ہر تبادلے پر ظفر اللہ خان کی مہر لگتی ہے، ہم ٹینشن نہ لیں؟؟....بلدیہ سے لے کر ریلوے تک کا ہر ملازم چھوٹے چھوٹے مفاد کے لئے مرزائی افسروں کے سامنے ایمان گروی رکھے بیٹھا ہے....اور ہم ٹینشن نہ لیں!!! "

وزیرِ اعظم کچھ دیر سوچتے رہے، پھر بولے:

"دیکھو....جب تک اس کرسی پر ایک پنجابی وَجیرِ اَعجم بیٹھا تھا....سب ایک دم بڑھیا تھا....مولوی بھی چُپ تھا....اور مرزوَئی بھی خاموس....ایک بنگاوَلی وَجیرِ اَعجم کیا بنا...سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ "

" کیا مطلب؟؟....ہم کچھ سمجھے نہیں؟؟" پیر صاحب سرسینہ شریف نے پوچھا۔

"پیر صاحب!!! یہ سازِس ہے....ہم بتاتا ہے....میرا کھلاف سازِس سُروع ہوگیا ہے....اور اِس سازِس کے پیچھے پنجاب کا وَجیرِ اعلیٰ ہے.... ممتاج دولتانہ....اب مولبی لوگ کو یہ بات سمجھ نئیں آتا۔ "

"آخر کیوں؟؟ دولتانہ آپ کے خلاف کیوں سازش کرنے لگے؟؟ "

"وہ کیا ہے کہ ہم بنگاوَلی ہے....اور بنگال کے مساوی حقوق کا بات کرتا ہے....دولتانہ مولبی کو اِستعمال کر ریا ہے...تاکہ میرے پہ دباوَ ڈال کے اپنا کرسی مجبوط کرے....کیا بولے گا؟؟"

"جنابِ وزیرِ اعظم!! تحفظ ختم نبوت تمام مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ ہے، ایسے مطالبات کی حمایت کرنا، ممتاز دولتانہ جیسے دُنیادار سیاست دانوں کے نصیب میں کہاں؟؟"

پیر صاحب سرسینہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: "خواجہ صاحب!!!! خُدا کے لئے....حالات کو سمجھیں... سازش کوئی اور کر رہا ہے....اور آپ کی نظریں کہیں اور ہیں....ہم فی الحال آپ کو صرف تیس دن کا الٹی میٹم ہی دے سکتے ہیں۔"

"الٹی میٹم....کائیسا الٹی میٹم....؟؟" وزیرِ اعظم پریشان ہو کر بولے۔

"یہ میرا نہیں آل مسلم پارٹیز کنونشن کا فیصلہ ہے....22 فروری تک اگر مجلس کے مطالبات منظور نہ ہوئے تو ڈائریکٹ ایکشن ہوگا...بہتر ہے کہ مان لیجئے....ورنہ دنیا و آخرت دونوں میں خسارا ہی خسارا ہے۔ "

وزیرِاعظم میز کے پیچھے سے چل کر پیر صاحب کے سامنے آ گئے اور کہا:

"میرے ساتھ تسریف لایئے....ہم آپ کو اندر کا بات بتاتا ہے۔ "

وہ پیر صاحب کا ہاتھ پکڑ کے ایک کونے میں لے گئے اور بنگالی زبان میں کچھ سمجھانے کی کوشش کرنے لگے، لیکن پیر صاحب مسلسل انکار میں سر ہلاتے رہے۔ وزیرِاعظم واپس آئے تو کافی مایوس تھے۔ انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا :

"مُسکل تو یہ ہے کہ کوئی ہمارا بات سمجھنے کو تیار نہیں.....نہ تو مولوی ساب.....نہ دولتانہ.....ٹھیک ہے....کوئی بات نہیں......ہم بھی دولتانہ کو ٹینسن دے گا.....ہم سرگودھا جائے گا....اور دولتانہ کے سیاسی حریف خضر حیات خان کے ساتھ تیتر کا سکار کھیلے گا....اگر وہ مولویوں کے ذریعے ہمیں ٹینسن دے سکتا ہے....تو ہم بھی اُس کو... برو بر... ٹینسن دے گا "

مجلسِ ابلیس

25 جنوری 1953ء ...گورنمنٹ ہاؤس لاہور

اسٹیورڈ نے سر پر لمبے طُرّے والی پگڑی پہنی اور خود کو آئینے میں اچھی طرح دیکھا اور ٹرالی دھکیلتا گورنر ہاؤس کے خُفیہ میٹنگ روم میں داخل ہو گیا۔ یہاں سٹیبلشمنٹ سر جوڑے بیٹھی تھی۔ کمرے میں سگریٹ اور ولایتی شراب کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ ایک بڑا سا ایگزاسٹ فین ماحول کی حبس دُور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"دیکھو....کیا ہے یہ؟؟" گورنر جنرل غلام محمد نے ایک اخبار لہراتے ہوئے کہا۔

"اخبار ہے سر...." ایک مُچھّل وردی پوش بولا۔

"فردوس شاہ....مُجھے بھی پتا ہے اخبار ہے....اس پر کچھ لکھا ہوا بھی ہے.... پڑھو اِسے۔ "

"یس سر!!!" ڈی ایس پی فردوس شاہ بیلٹ درست کرتا ہوا اُٹھا اور گورنر کے پاس جا کر اَخبار میں جھانکنے لگا:

"امریکہ سے ایک لاکھ پچھتّر ہزار ٹن گندم کی کھیپ...... "

"او نالائق آدمی....یہ نہیں....یہ پڑھو۔" باس نے ایک چوکھٹے پر انگلی دھر دی۔

"سر...سر...سر...." فردوس شاہ اخبار پر پورا جھک گیا:

"پچیس....دِن.... باقی ہیں... "

" کچھ آیا سمجھ شریف میں؟" گورنر نے سگار کا دُھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر....پچیس دن باقی ہیں۔ "

"کس چیز میں؟" گورنر نے پوچھا:

"امریکہ سے گندم آنے میں!!! "

"ہمیشہ پیٹ سے سوچتے ہو فردوس شاہ!!! سوال چنہ اجواب گندم.... یہ الٹی میٹم کی خبر ہے۔ "

"الٹی میٹم؟؟ "

"ہاں الٹی میٹم.... اگر پولیس کی یہ حالت ہے تو باقی اداروں کا کیا بنے گا.... بیٹھو!!!" گورنر نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"یس سر... یس سر۔" ڈی ایس پی واپس کرسی پر جا بیٹھا۔

"مولویوں کی ایک تحریک چل رہی ہے آجکل.... کچھ علم ہے اس بارے میں؟" گورنر نے کہا۔

"یس سر.... اینٹی احمدیہ موومنٹ "

"جی ہاں .... اور اِس تحریک نے ایک الٹی میٹم دے رکھا ہے .... تیس دن کا الٹی میٹم .... جس میں پچیس دن باقی ہیں ....روز نامہ ''زمیندار'' میں روزانہ یہ چوکھٹا چھپتا ہے..... دیکھا ہے کبھی ''زمیندار''؟؟ "

"نو سر..... "فردوس شاہ نے معصومیت سے کہا۔

"اسی لئے تم نے ابھی تک ترقّی نہیں کی!!! "

"حضرات!! آج کی یہ میٹنگ انتہائی غیر معمولی حالات میں بلائی گئی ہے.... مولویوں کی اس تحریک کو طاقت سے کچلنا ہے .... تھرڈ آپشن.... تاکہ یہ لوگ دوبارہ اکٹھے نہ ہو سکیں... "

اسٹیورڈ گلاسوں میں شراب اُنڈیلنے لگا۔

"لیکن فی الحال تو وہ لوگ پُر امن ہیں سر، انتظامیہ سے بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔" ڈی آئی جی نے کہا۔

"ڈی آئی جی صاحب.... لگتا ہے آپ کو پَروموشن کی ضرورت نہیں۔؟؟ "

"یس... سررر.... نو... سر.... آئی وانٹ پروموشن سر" ڈی آئی جی بوکھلا گیا۔

"مُلا جب مسجد سے نکل کر سڑک پر آ جائے تو ریاست کے پاس دو ہی رستے بچتے ہیں.... یا تو سفید ٹوپی اوڑھ کر اللہ اللہ شروع کر دے یا پھر ڈٹ کر مقابلہ کرے .... کیا سمجھے؟؟ "

"یس سر.... یس سر!!!" ڈی آئی جی نے ڈائری میں نوٹس لیتے ہوئے کہا۔

"مولوی مسیت سے نکل چکا ہے.... اب جو کچھ کرنا ہے ریاست نے کرنا ہے.... اب وہ صرف تقریریں نہیں کرے گا.... ایجی ٹیشن کرے گا.... گرفتاریاں دے گا .... اسٹیبلشمنٹ پر دباؤ بھی بڑھائے گا.... "

"یس سر.....یس سر...."

اِن لوگوں کو پہلے خوب برانگیختہ کرو....تشدّد پر اُکساؤ....پھر تشدّد کرو.... یہ ہے اصل طریقہ!!! "

"یس سر ...انڈرسٹینڈ سر!!!! "

" آپ کو اَڑہائی سو رضا کار مل جائیں گے....احمدی کمیونٹی سے...!" گورنر نے ساغر بھرتے ہوئے کہا۔

"یس سر....!!! "

"یادرکھو!...اگر ایک بار بھی اس ملک میں مولوی قابض ہو گیا تو شراب کے ایک ایک قطرے کو ترس جاؤ گے تم لوگ۔ تمہارے یہ سب رنڈی خانے ویران ہو جائیں گے۔ یہ چہل پہل سب برباد ہو جائے گی۔ بڑی مشکل سے ایک آزاد ریاست حاصل کی ہے۔ جہاں شرفاء آزادی کا سانس لے سکیں اور یہ مولوی پہلے پارٹیشن کی مخالفت میں کھڑا ہو گیا۔ اب آزاد ملک کے آزاد لوگوں کے خلاف کھڑا ہے.... "

"سر میں تو کہتا ہوں کل ہی سب کو اَریسٹ کر کے اندر کر دیں....نہ رہے گا بانس، نہ رہے گی بانسری۔" چیف سیکرٹری نے کہا۔

"معاملہ اِتنا سیدھا نہیں ہے چیف سیکرٹری صاحب!.... پہلے پبلک کو مطمئن کرنا پڑتا ہے....جنہیں اسلام کا نعرہ دے کر ہم نے یہ ملک بنایا....امتِ مسلمہ کی طرف دیکھنا پڑتا ہے....جن سے اسلام کے نام پر ہم امداد وصول کر رہے ہیں...ریاست کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں.... "

"میں آج ہی جوانوں کو اَلرٹ کر دیتا ہوں سر!!!" ڈی آئی جی نے کہا۔

"دیکھو!...... پہلے تھوڑا بلوہ کراؤ، دو چار لاشیں گراؤ۔ عوام خود اُن کے خلاف ہو جائے گی....اس کے بعد ہم انہیں فوجداری مقدمات میں باندھ لیں گے .... یوں سانپ بھی مر جائے گا....اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔ "

"بے فکر رہیں سر!....موقع ملتے ہی ہم مظاہرین پر ٹوٹ پڑیں گے۔ "

"یادرکھو! یہی پہلا اور آخری موقع ہے۔ اگر آج مولوی بچ گیا تو یہ مزید طاقتور ہو جائے گا...ڈرو اُس وقت سے جب یہی مولوی تمہارے سر پر سوار ہو کر تمہارے منہ سونگھ رہا ہوگا۔ تم سے نکاح نامے طلب کر رہا ہوگا۔ فحاشی، فحاشی کا راگ الاپ رہا ہوگا....اگر ملک کو ترقی دینی ہے تو اِس تحریک کا وہ حشر کرو کہ آئندہ سو سال تک یہ لوگ اُٹھ نہ سکیں.... "

"لیکن سر!....اِتنے بڑے ایجی ٹیشن کو روکنا اکیلے پولیس کے بس میں نہیں ہے....اگر بارڈر پولیس کی ایڈ میسر ہو جائے..."

"ہم کوشش کر رہے ہیں۔ بارڈر پولیس منگوانے کی۔ خان بہادر سے رابطہ ہے میرا۔ مسجد شہید گنج تحریک میں اس نے

بہترین کارکردگی دکھائی تھی....اُسے مولوی کو کچل دینے کا پرانا تجربہ ہے.... "

"ٹھیک ہے سر!!!"

"ایڈیٹر حضرات....آپ کو یہاں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ "ڈان" اور ''سول'' اخبار کا کردار بہت اہم ہے۔ اس آگ پر اتنا تیل چھڑکو کہ شعلے آسمانوں کو چھونے لگیں۔ تاکہ ہمیں گولی چلانے کا... لاجک مل سکے.... دِس از اے وار اگینسٹ اسٹیٹ !!!"

"یس سر....یس سر!!! "

زلزلہ

فروری۔۔۔۔1953ء

پورا ملک علماء کی ولولہ انگیز تقاریر سے گونج اٹھا تھا۔ کراچی تا خیبر تحریک تحفظ ختم نبوت کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ اس طوفانِ بلاخیز کا مقابلہ کرنے کے لئے مرزائیوں نے شہر شہر ''سیرت کانفرنسوں'' کا انعقاد بھی کیا، لیکن عوامی غیظ و غضب نے اُن کی یہ جعلی کارروائیاں ناکام بنا کر رکھ دیں۔ میں اور چاند پوری، پاؤں میں بھنور باندھے شہر شہر گھوم رہے تھے۔ صبح آٹھ بجے ہم چک ڈھگیاں [چناب نگر] پہنچے۔ جہاں ساٹھ ہزار کے مجمع سے قادیانی خلیفہ کا خطاب جاری تھا۔ خطاب کیا تھا، اونچے درجے کا سیلاب تھا!!!

"سُن لو! کان کھول کے سن لو!!! اُن کا خُدا اور ہے۔ ہمارا خدا اور ہے۔!!! اُن کا اسلام اور ہے۔ ہمارا اسلام اور ہے۔!!!! اُن کا رسول اور ہے ہمارا رسول اور ہے۔!!!!! ان کا حج اور ہے۔ ہمارا حج اور ہے۔!!!! ہر بات میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔ ہر عمل میں اختلاف ہے۔ ہر چیز میں اختلاف ہے۔!!!!

''مرزا کی جے'' کے نعروں سے ربوہ گونج رہا تھا۔ قادیانی خلیفہ ایک سو بیس کی رفتار سے تقریر کر رہے تھے، اور چاند پوری دو سو بیس کی رفتار سے مسلسل نوٹس لئے جا رہے تھے۔ میں کچھوے کی رفتار سے اِن دونوں کا پیچھا کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ کبھی دو لفظ لکھتا، پھر کاٹ کے چاند پوری کی نقل مارنے لگتا، پھر تھوک سے مٹا کر خلیفہ کا خطاب سننے لگتا۔ سوچا کیوں نہ موبائل پر ریکارڈنگ کی جائے۔ جیب سے موبائل نکالا تو اُسے پھپھوندی لگ چکی تھی۔

"احمدیوں کی غیر احمدیوں سے قوم جُدا، نسل جُدا، گوت جُدا، ملّت جُدا۔ خُدا کی قسم! ہمارے اور اُن کے درمیان وہی فرق ہے جو ہندو اور مسلمان میں تھا۔" نعرۂ تکبیر.....اللہ اکبر۔

میں نے کہا" آج تو چائے سے زیادہ کیتلی گرم ہے۔ "

" گیلی لکڑیوں کی آ گ ہے....اثر تو دکھائے گی!!!" چاند پوری مسلسل قلم چلاتے ہوئے بولے۔

"مبارک ہو۔مبارک ہو۔مبارک ہو۔عالمِ رویا سے ایک اور چٹھی آئی ہے۔!!! "

چاند پوری مجھے کہنی مار کر بولے:"لو جی پھر آمد ہوگئی!!! "

" حضرات!......میں نے ایک گائے دیکھی۔گائے ،جس کی لمباء شرق تا غرب پھیلی ہوء تھی۔۔۔۔۔۔!!! جس کے سینگ بادلوں سے اونچے تھے۔۔۔۔۔۔!!!میں اس گائے پر سوار ہوا۔۔۔ وہ چلتی گ ء۔۔۔چلتی گ ء۔۔۔ چلتی گ ء یہاں تک کہ دلّی پہنچ گ ء۔۔!!! "

" گائے ہو،بھینس ہو،بکری ہو،گدھی ہو...جائے گی سیدھا دلّی"چاند پوری نے تبصرہ کیا۔

" سُنو۔سنو۔سُنو۔تعبیر بھی سُنتے جاؤ۔!!!!"خلیفہ نے پانی پی کر دوبارہ سٹارٹ پکڑا۔

" پاکستان آنا ہماری مجبوری تھی۔تاکہ ''خدائی جماعت'' کو بچایا جاسکے،لیکن اب یہ زمین بھی ہم پر تنگ کی جارہی ہے اور اِسے ملاؤں کے قبضے میں دیا جارہا ہے۔!!!یاد رکھو!اگر یہ زمین بھی احمدیوں پر تنگ ہوئی تو دوبارہ اکھنڈ بھارت بنے گا ۔جس کی پیش گوئی بھی ہم کر چکے ہیں۔!!! "

''مرزا کی جے'' کے نعروں سے چنیوٹ کی پہاڑیاں لرز اٹھیں!!!

"اُٹھو!چلتے ہیں...کل یہی اکھنڈ بھارت والی ہیڈ لائن لگائیں گے....شاید حکومت کو ہوش آجائے۔ "

" ہوش میں آ بھی گئی تو "ڈان"اور"سول"پڑھ کر پھر بے ہوش ہوجائے گی....حکمرانوں کا اپنا میڈیا ہوتا ہے اور عوام کا اپنا۔"میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ہم وہاں سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔عصر کی نماز ہم نے جامع مسجد شیرانوالا میں پڑھی۔یہاں بھی ایک خلقِ کثیر جمع تھی۔نماز کے بعد شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کا خطاب شروع ہوا۔

" پاکستان کے غیرت مند حکمرانو!خون کے دریا بہا کر پاکستان بنانے والو!تم تو کہا کرتے تھے کہ یہاں اسلام نافذ ہوگا ۔شریعتِ محمدی ﷺ کا نفاذ ہوگا۔ناموسِ رسالت کا تحفظ ہوگا۔لیکن یہاں حالات تمہارے دعووں کے برعکس ہیں۔کیا پاکستان اس لئے بنایا تھا کہ اسے مرزائیستان بنا دیا جائے؟اِس میں غلام قادیانی کی کذاب نبوت کا کھوٹا سکّہ چلایا جائے؟ کیا خواجہ ناظم الدین مرزائیت کو ہم سے بہتر سمجھتے ہیں؟ کیا گورنر غلام محمد پاکستان کا مفتی اعظم ہے؟ جب یہ لوگ عالم دین نہیں ہیں،مفتی نہیں ہیں تو مرزائیت کے متعلق ہم ان کا فیصلہ کیوں مانیں۔"

حضرت شیخ التفسیرؒ کا تعلق گوجرانوالہ کے ایک صوفی گھرانے سے تھا۔آپ کے والدگرامی شیخ عبیداللہؒ سلسلۂ چشتیہ سے بیعت تھے۔آپ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے شاگرد تھے اور زندگی بھر انگریزی استعمار سے نبرد آزما رہے۔برٹش راج کے دوران

قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرتے رہے۔

"خُدا کا شُکر ادا کرو۔ اگر علمائے دین نہ ہوتے۔ اگر صوفیاء نہ ہوتے۔ اگر فقہا نہ ہوتے۔ تو آج سارا پنجاب مُرتد ہو چُکا ہوتا۔ انگریز دور سے آج تک علماء چٹان بن کر اِس قادیانی و مرزائی فتنے کے سامنے کھڑے ہیں۔ ان بزرگوں کی وجہ سے آج ہمارے ایمان سلامت ہیں۔ میری بات لکھ رکھو کہ اگر اِن حکمرانوں نے مسلمانوں کے مطالبات نہ مانے تو ایک برے انجام سے دوچار ہوں گے۔ مستقبل کا مؤرخ جب بھی پاکستان کی تاریخ لکھے گا۔ ان حکمرانوں پر لعنت بھیجے گا۔ "

مغرب کے بعد ہم موچی گیٹ پہنچے۔ جہاں مخدومِ اہلسنّت مولانا عبدالغفور ہزاروی چشتی خطاب فرما رہے تھے:

"عزیزانِ وطن! تقریروں کا وقت بیت گیا۔ اب عمل کا وقت ہے۔ بہت صبر کر لیا اس قوم نے۔ پانچ برس ہو گئے، اس ملک کو وجود میں آئے ہوئے۔ پانچ برس اور آج تک ایک ہی تماشا چلتا رہا۔ چند پٹیو یہاں کا سارا آٹا کھاتے رہے۔ مسلمان چُپ رہا۔ غریب ایک ایک دانے کو ترس کر رہ گیا۔ مسلمان صبر کرتا رہا۔ تم نے کاروباری سرگرمیاں معطل کیں۔ ہم کچھ نہ بولے۔ تم دستوری سفارشات لے کر آئے۔ ہم دیکھتے رہ گئے۔ ارے یہ کیسا دستور لے آئے ہو؟ نبی ﷺ کی جوتیوں کے صدقے ملا تھا تمہیں پاکستان اور آج اسی پاکستان کے دستور میں نبی ﷺ کا منصبِ ختم نبوت ہی محفوظ نہیں ہے۔ ناموسِ رسالت محفوظ نہیں۔ ختمِ نبوت محفوظ نہیں۔ یہ ہے تمہارا دستور؟ ایک اسلامی ملک کا دستور ایسا ہوتا ہے؟ تم نے غریب سے روٹی چھینی، اس کی چھت چھینی، اس کا آرام و سکون چھینا اور اب منصبِ رسالت پر ڈاکہ مارنے والوں کے پشتیبان بننے چلے ہو؟ خواجہ ناظم الدین صاحب! یہ عہدے، یہ وزارتیں، یہ گدیاں، تمہیں مبارک ہوں۔ بس ہمارے نبی ﷺ کے ناموسِ رسالت کو نکیل ڈال دو۔ تحفّظ ختم نبوت کا قانون بنا کر ہمیں دے دو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر نتائج کی تمام تر ذمہ داری بھی تمہارے سر پر ہو گی۔"

جاری ہے

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
26 جنوری 2017ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نماز مغرب مجلسِ درسِ قرآن ہوتی ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

اوّل انعام پانے والے

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

ماں باپ خوش ہوجائیں تو روٹی اور دودھ کے علاوہ مٹھائی بھی کو کھلا دیتے ہیں۔نہیں تو شاباش تو کہیں گئی نہیں، استاد خوش ہوجائے تو اول دوم سوم آنے والوں کو انعام دیا جاتا ہے۔ان تین کے بعد بھی حوصلہ افزائی کے انعامات ہر ادارے میں دیے جاتے ہیں جبکہ کم سے کم انعام کامیابی کے سرٹیفکیٹ کی صورت میں ملتا ہے۔کلام قدیم قرآن کریم میں واضح ارشاد ہے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ جو کوئی آگ (کے عذاب) سے بچالیا گیا اور جنت میں اس کو داخلہ مل گیا تو بے شک وہ کامیاب ہوگیا (القرآن) یہ سب سے آخری انعام ہے جو کامیابی کی صورت میں مل گیا۔پھر فرمایا دنیوی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔اب جس کسی نے یہ سبق یاد کرلیا اسے کیا پروا؟ آخری امت آخری جماعت کا پہلا انعام تو سب صحابہ لے گئے۔اعلان بھی ہوگیا۔"رَضِیَ اللّٰہ عنھم" اللہ ان سب سے راضی ان کی آپس کی مسابقت مقابلہ میں عشرہ مبشرہ کے دس صحابہ پہلا انعام لے گئے۔اس میں سابقون الاولون بھی شامل ہیں چاہے وہ مکہ ام القریٰ کے ماریں کھانے والے آگ کے دریا عبور کرنے والے مہاجرین ہوں یا ان مثالی قربانیوں والے مہاجرین کی مالی، اخلاقی، سکنی اور دیگر ہر طرح کی مدد کرنے والے انصار ہوں۔ان اوّلون میں اول انعام پانے والے بدری صحابہ ہیں جن کو ہر طرح کی مغفرت کا انعام ملا۔حدیث قدسی میں ارشاد ہوا "اے بدر والو! اب تم جو چاہو کرو، ہم نے تمہاری مغفرت کردی۔اسی غزوہ بدر میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کی ماں کے دوپٹے کو جھنڈا بنا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا تھا۔تمام اہل ایمان اس علم نبوی کے سایہ میں آگئے تھے اور پانچ ہزار فرشتوں نے آسمانوں سے اتر کر فتح مبین مومنین کے نام کردی تھی۔بدری اصحاب رسول کے بعد ایک اور انعام کیکر کے درخت والوں کو مل گیا تھا جنھوں نے قصاص عثمان کے لیے جان وارنے کا عہد معاہدہ نبی کے ہاتھ پر کیا تھا اس پر سات افلاک پرے سے اللہ رب العزت نے عظیم انعام بھیجا تھا، یہ رضوان سرٹیفکیٹ تھا جو خصوصی طور پر سید الملائکہ جبریل علیہ السلام کے ہاتھ بھیج کر پورے چودہ سو صحابہ کو نام بنام دیا گیا تھا۔اس کے بعد غزوہ خندق میں اتنی قربانیاں پیش کی گئیں کہ خود اللہ جل جلالہ نے نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا تھا "کلیجے مونہہ کو آگئے تھے" پوری کفریہ طاقتوں کی نیٹو فورسز مدینہ آدھمکی تھیں۔اللہ نے ان کو یہی نام دیا تھا "اَحزاب"۔انھوں نے مدینہ طیبہ کا گھیراؤ کرلیا تھا مگر فتح کس کی ہوئی؟ ان کو جو نبی کے ساتھ تھے وَالَّذِیْنَ مَعَه کے بیج جنھوں نے اپنے سینوں پر سجا رکھے تھے کامیابی انہی کو ملی آخری میں غزوہ مکہ جب اعلان فرمادیا لاتثریب علیکم الیوم۔ارے تم سب کو معافی! ہم جبر نہیں کریں گے، آج عالمینی رحمت کے بادل گرج برس رہے ہیں۔اللہ نے بھی اعلان نبوت کی توثیق وتصویب کردی ہے المولفہ قلوبھم تمہارے دلوں میں اے مکہ والو! ہم الفت ڈال رہے ہیں یہ بھی ہمارا انعام ہے۔الفت ہوگی تو ایمان بھی آئے گا۔جبر واکراہ والا ایمان بھلا کس کام کا اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کو جبر واکراہ سے کیا کام! پر وہی بنی عبدمناف کی شاخ بنی امیہ جن کے پاس مکہ اور قریش مکہ کی "قیادۃ" کا سب سے بڑا عہدہ تھا۔وہی سالار عسا کر قریش، وہی جزیرۃ العرب کے اکابر قریش کا سردار، جوہر

حرب وضرب میں نبی علیہ السلام کے مقابل تھا،غزوہ مکہ سے ایک دن پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والا حرب بن امیہ کا بیٹا ابوسفیان غزوہ طائف میں ایک آنکھ ہتھیلی پر لے کر بارگاہ محمدی علیہ السلام میں حاضری دیتا ہے۔'' دو میں سے ایک انعام نقد و نقدی مل رہا ہے۔ بتاؤ کیا لینا ہے۔ آنکھ لیتی ہے تو میں دعا کر دیتا ہوں یا جنت مگر ہیرے کا مول جوہری اور جنت کی قیمت صحابی سے زیادہ کون جانتا ہے۔ جنت کا سودا پکا ہو جاتا ہے۔ اللہ دینے والا اور محمد علیہ السلام دلوانے والے ضامن بن جاتے ہیں۔ جنت کا مزہ شاید جلد ہی چکھ لیتا ہوگا کہ پھر اپنے افرادِ خاندان بیٹوں بیوی سب کو لے کر جہاد یرموک میں حاضری دیتے اور سب غازی مجاہدوں کو گواہ بنا کر دوسری آنکھ بھی قربان کر دیتے ہیں۔ اسی انداز میں خالد بن ولید اور عمرو بن عاص غزوہ مکہ سے پہلے ہی جیش محمد کے کمانڈروں میں آ ملتے ہیں علی الترتیب ''اللہ کی تلوار'' اور ''مرد صالح رجل صالح'' کے عظیم خطابات سے نوازے جاتے ہیں۔ سابقون الاولون میں سے مسلمہ بن ہشام اور بدنصیب عمرو بن ہشام (ابوجہل) کا بیٹا عکرمہ بھاگ کر حبشہ روانہ ہوا مگر رحمت رب نے دامن گھسیٹ لیا۔ کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ ناخداؤں نے آسمانی رب کو پکارنے کی تلقین کی کہا آسمانی رب ہی کو پکارنا ہے تو محمد رسول اللہ کی بات ہی کیوں نہ مان لوں ان کی دعوت بھی تو یہی ہے۔ آسمانی رب نے یاوری کی بھنور سے نجات ملی کہا مجھے واپس لے چلو۔ ادھر نیک بخت بیوی ساحل پر ڈھونڈ نے پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے ہمراہ خدمتِ نبوی میں پہنچے پھر معافی تلافی ہوئی اور جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بڑے سالار بن گئے۔ اللہ نے مولفۃ القلوب نام دیا تھا کہ ان کے دلوں میں خود رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم الفت محبت ڈالی ہے۔ آج چودہ سو سال بعد بعض از خود محقق اس کا معنیٰ یہ سمجھے کہ تالیف قلب کا معنیٰ کمزور ایمان والے، معیوب لوگ۔ اللہ کی ڈالی الفت کو انھوں نے عیب کا معنیٰ دے دیا۔ واہ ری عجمی عربیت! ہائے ری بیماریٔ دل! یا اللہ سب بیماریوں کی شفاء تیرے ہاتھ میں ہے۔ ارے ان مولفۃ القلوب کے کارنامے تو دیکھ! روم، شام، ایران انہی کے آگے سر جھکا گئے جنھوں نے سر جھکانا نہ سیکھا، سر کٹا گئے۔ قیصر، شام کو الوداع کہہ کر بھاگا۔ رستم نے دریا میں چھلانگ لگائی ہلال رضی اللہ عنہ بن علقمہ نے بھی چھلانگ لگا دی۔ ٹانگوں سے کھینچا اور جہنم برد کر دیا۔ یزدگرد ایران چھوڑ گیا۔ خاقانِ چین کے پاس مدد کو عرضی گزاری وہ فوجیں لے کر مدد کو نکلا مگر فدائیوں کے دو ہاتھ دیکھے اپنے بڑے بڑے تین جرنیل مروا لیے۔ کہنے لگا ایسے بہادروں سے لڑنا خلاف حکمت ہے۔ شاہِ ایران یزدگرد چین کی گلیوں میں تنہا دھکے کھاتا بالآخر ایک دیہاتی چکی والے کے ہاتھ کھیت رہا۔ رہے نام اللہ کا۔ اس کامیاب انعام یافتہ جماعت میں سے ایک کو صدیق کا اور ایک کو فاروق کا نشان امتیاز ملا اور دونوں کو معیت دائمہ کے لیے چن لیا گیا وہ آج بھی ساتھ ہیں۔ نبوت اور رسالت محنت اور کسب سے نہیں ملتی۔ یہ وہبی چیز ہے۔ اللہ نے جسے چاہا عطا کی۔ نبوت تقسیم ہوتی رہی بالآخر مشیتِ الٰہی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین، خاتم المعصومین کا نادر اکلوتا تاج پہنا کر رسالت ونبوت پر مہر لگا دی۔ نبوت کے تاج محل کی آخری اینٹ لگ کر عمارت مکمل ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ومسعود ۲۳ سالہ تبلیغی زندگی میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بقول ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری چار لاکھ شاگردوں نے اس مقدس ومختار جماعت میں داخلہ لیا۔ معیت کورس میں داخلہ ملا۔ صحابیت رسول کا اعزاز ملا۔ نبی مختار و محبوب تو ان کے صحابہ بھی مختار و محبوب۔ اب نہ کوئی نبی ہوگا نہ صحابیت ہوگی اللہ نے ان سب معیت کورس والوں کا ان کے دلوں کا امتحان لیا۔ تقویٰ کے ہر امتحان میں وہ کامیاب ہوئے۔'' وہ اللہ کی جماعت طے پائے'' (القرآن) اور ان سب کو رضوان سرٹیفکیٹ دے دیا گیا۔ کلا وعد اللہ الحسنٰی (صحابہ سارے جنتی)

احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اورمنکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۹)

حافظ عبید اللہ

تیسری سند کے راویوں کا تعارف

حرملة بن یحییٰ بن عبداللّٰه التجیبی

امام یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ''یہ عبداللہ بن وہب کی احادیث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے''۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ ''میں نے حرملۃ بن یحییٰ کی حدیثوں کا اچھی طرح جائزہ لیا اور بہت زیادہ جانچ پڑتال کی، مجھے ایسی کوئی چیز نہیں ملی جس کی وجہ سے انہیں ضعیف کہا جائے''۔ امام عقیلی نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ امام ابن حِبان نے بھی ان کا شمار ثقہ لوگوں میں کیا ہے۔ امام ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا ہے ''صدوق من أوعية العلم'' سچے اور علم کے سمندر تھے۔ (تهذیب التهذیب، ج2ص229/الکاشف، ج1ص317دارالقبلۃ۔جدۃ)

فائدہ: حرملۃ بن یحییٰ کے بارے میں امام ابوحاتم رازی کا ایک قول ملتا ہے کہ آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''یُکتب حدیثه و لا یُحتج به'' ان کی حدیث لکھ لی جائے لیکن وہ (اکیلے) حجت نہیں ہیں۔ ہماری زیرِ بحث حدیث کی امام مسلم نے چار مختلف سندیں بیان کی ہیں جن میں سے صرف ایک سند میں حرملۃ بن یحییٰ ہیں باقی تین سندوں میں وہ موجود نہیں لہٰذا اس حدیث کو بیان کرنے والے وہ اکیلے نہیں ہیں۔

عبداللّٰه بن وهب بن مسلم القرشي المصري

میمونیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''کان ابن وهب له عقل و دین و صلاح'' ابن وہب کے پاس عقل، دین اور صلاح تھی''۔امام احمد سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے انہیں ''صحیح حدیث والا'' فرمایا۔ یحییٰ بن معینؒ نے انہیں ''ثقہ'' فرمایا۔امام ابوحاتم رازیؒ نے انہیں ''صالح الحدیث صدوق'' (اچھی حدیث والا اور سچا) فرمایا۔ امام ابوزرعہؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ''میں نے عبداللہ بن وہب کی تیس ہزار کے قریب احادیث میں غور کیا ہے، مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جو نا قابل قبول ہو، وہ ثقہ ہیں''۔ ابن عدیؒ نے انہیں ''عظیم

اور ثقہ'' لوگوں میں سے بتایا ہے۔ ابن سعدؒ نے بھی انہیں ''بہت زیادہ علم والا اور ثقہ'' کہا ہے۔ عجلیؒ نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ نسائیؒ اور ساجیؒ نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ (تھذیب التھذیب، ج6ص71، دائرۃ المعارف۔الہند)

یونس بن یزید الأیلي

عبداللہ بن مبارکؒ اور ابن مہدیؒ نے فرمایا ''ان کی کتاب صحیح ہے'' نیز عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ''جب میں معمر اور یونس دونوں کی حدیث دیکھتا ہوں تو مجھے بہت اچھی لگتی ہے، ایسا لگتا ہے ایک ہی چراغ کی روشنی ہے''۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ ''امام زہری کی احادیث کو زبانی یاد کرنے والا معمر سے بڑا کوئی نہیں، لیکن یونس (بن یزید) کی خاصیت یہ ہے کہ وہ امام زہری کے ہاں ہر حدیث لکھ لیا کرتے تھے''۔ فضل بن زیادؒ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے یونس بن یزید کو ''ثقہ'' فرمایا۔ امام یحییٰ بن معینؒ نے بھی انہیں ''ثقہ'' فرمایا، نیز فرمایا ''زہری کے شاگردوں میں سب سے پختہ یہ ہیں: مالک، معمر، یونس، عقیل، شعیب اور ابن عیینہ''۔ احمد بن صالحؒ کہتے ہیں: ''**نحن لا نقدم في الزهري علی یونس أحداً**'' ''ہم امام زہری سے روایت کرنے والوں میں یونس (بن یزید) سے کسی کو مقدم نہیں رکھتے۔ امام عجلی اور نسائی نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے انہیں ''اچھی حدیث والا'' فرمایا ہے۔ امام ابوزرعہ نے فرمایا ''**لا بأس به**'' ''ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن خراش نے انہیں ''سچا'' کہا ہے۔ ابن حِبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام ذہبی نے انہیں ''ثقہ اور حجت'' لکھا ہے۔

(تھذیب التھذیب، ج11ص450 /میزان الاعتدال، ج4ص484 دارالمعرفۃ بیروت)

فائدہ: یونس بن یزید کے بارے میں بعض لوگوں سے یہ جرح ملتی ہے کہ ''ان کا حافظہ اچھا نہ تھا'' نیز ابن سعد نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ''**کان حلوا الحدیث کثیرۃ ولیس بحجۃ ربما جاء بالشيء المنکر**'' وہ بہت زیادہ شیریں حدیث والے تھے لیکن حجت نہیں، کبھی منکر حدیث بھی بیان کر دیتے ہیں (حجت نہ ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اکیلے حجت نہیں ہیں، ہاں وہ حدیث جو اُن کے علاوہ دوسرے ثقہ لوگوں نے بھی روایت کی ہو یقیناً حجت ہے)، لیکن امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان دونوں باتوں کو ''شاذ اقوال'' بتایا ہے جو یونس بن یزید کے بارے میں جمہور ائمہ کے مخالف ہیں، نیز یہ جرح غیر مفسر ہے جو قابل قبول نہیں۔

تمنا عمادی صاحب کے مغالطے

تمنا عمادی صاحب نے حسب عادت یونس بن یزید کے بارے میں ائمہ کے توصیفی اقوال جان بوجھ کر ذکر نہیں کیے، اور جو کچھ ذکر کیا ہے وہ یہ ہے:

''اب یونس بن الایلی کا حال بھی سن لیجیے۔ یہ ابن شہاب زہری کے ہم وطن تھے۔ اور ان کے رفیق خاص تھے،

مگر بقول امام احمد بن حنبل منکر الحدیث تھے، منکر حدیثیں بہت روایت کیا کرتے تھے۔ ابن شہاب کی حدیثوں میں ان کو محدثین نے بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ان کی حدیثیں حجت وسندنہیں ہیں۔ مصر کے قریب ۱۵۹ھ میں وفات پائی۔'' (انتظارِ مہدی ومسیح،ص183)

قارئین محترم! یہ ہے تمنائی شعبدہ بازی، پھر وہی جھوٹ کہ یہ ابن شہاب زہری کے ہم وطن تھے، جبکہ امام زہری کا وطن اصلی مدینہ منورہ تھا نہ کہ ''ایلہ''، ہم نے امام احمد بن حنبل سے یونس بن یزید کا ''ثقہ'' ہونا باحوالہ پیش کیا ہے جو عمادی صاحب کو نظر نہ آیا، پھر یہ مغالطہ دیا کہ ''یہ منکر حدیثیں بہت روایت کیا کرتے تھے'' جبکہ ''بہت زیادہ'' کا لفظ عمادی صاحب کا اضافہ کردہ ہے، جس نے یونس بن یزید کی منکر روایت کا ذکر کیا ہے یوں کیا ہے ''**فی حدیث یونس عن الزھری منکرات** ''امام زہری سے یونس کی حدیث میں منکر حدیثیں بھی ہیں (جیسے امام احمد سے نقل کیا گیا ہے) یا ''**ربما جاء بالشيء المنکر** ''شاید کبھی منکر حدیث بھی بیان کردیتے ہیں (جیسے ابن سعد نے کہا) ان الفاظ کا (بفرض صحت) یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کی اکثر روایات منکر ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں ''منکر'' حدیث صرف اسے کہا جاتا تھا جو اکیلی ہو اور اس کی متابع اور کوئی حدیث نہ ہو، اصطلاحی منکر مراد نہیں ہوتی تھی، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے مقدمہ فتح الباری میں اس کی تصریح کی ہے، لکھتے ہیں:

''**المنکر اطلقه احمد بن حنبل وجماعة علی الحدیث الفرد الذی لا متابع له** '' یعنی امام احمد بن حنبلؒ اور ایک جماعت کے نزدیک ''منکر حدیث'' اس اکیلی حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی متابع نہ ہو۔

(هدي الساری مقدمة فتح الباری، ج1 ص437، المکتبۃ السلفیۃ)

پھر حافظ ابن حجرؒ نے خاص طور پر ''یونس بن یزید اَیلی'' کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ اور ابن سعدؒ کے اقوال کا ذکر کرنے کے بعد اپنا فیصلہ یوں لکھا ہے:

''**قلتُ وَثَّقه الجمهور مطلقاً وإنما ضَعّفُوا بعض روایته حیث یخالف أقرانه أو یُحدِّثُ من حفظه فاذا حَدّث من کتابه فهو حُجّة قال ابن البرقي سمعتُ ابن المدیني یقول: أثبت الناس في الزهري مالک وابن عُیینة ومعمر وزیاد بن سعد ویونس من کتابه، وقد وثّقه أحمد مطلقاً وابن معین والعجلي والنسائي ویعقبو بن شیبة والجمهور واحتج به الجماعة**'' میں کہتا ہوں کہ جمہور نے یونس بن یزید کی مطلقاً توثیق کی ہے، ان کی بعض روایات کی تضعیف اس لئے کی گئی ہے کہ یا تو انہوں نے کسی روایت میں اپنے ہم زمانہ لوگوں کی مخالفت کی ہے یا اپنی یادداشت سے روایت بیان کی ہے، ورنہ جب وہ اپنی کتاب سے روایت بیان کریں تو وہ حجت ہیں، ابن البرقی نے کہا ہے کہ میں نے ابن المدینی کو یہ فرماتے سنا کہ: زہری کے شاگردوں میں سب سے پکے

اور قابل اعتماد یہ ہیں: مالک، ابن عُیینہ، معمر، زیاد بن سعد اور یونس جب وہ اپنی کتاب سے روایت بیان کریں، امام احمد نے بھی ان کی مطلقاً توثیق کی ہے، اسی طرح یحییٰ بن معین، عجلی، نسائی، یعقوب بن شیبہ اور جمہور نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے اور محدثین کی جماعت نے انہیں حجت تسلیم کیا ہے۔ (هدي الساری مقدمة فتح الباری، ج1 ص455، المکتبۃ السلفیۃ)

اب ابن المدینی تو یونس بن یزید کو امام زہری کے سب سے زیادہ ہونہار اور ''ثبت'' شاگردوں میں شمار کریں اور تمنا عمادی صاحب ان کے بارے میں یہ لکھیں کہ ''محدثین نے انہیں امام زہری کی حدیثوں میں سب سے زیادہ ضعیف قرار دیا ہے'' کھلا ہوا مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے؟۔ واضح رہے کہ نزول عیسی بن مریم ؑ کی حدیث بیان کرنے میں ''یونس بن یزید'' متفرد بھی نہیں بلکہ بقول ائمہ حدیث یہ روایات تو متواتر ہیں۔ لہٰذا تمنائی مغالطے کی کوئی علمی حیثیت نہیں۔

چوتھی سند کے راویوں کا تعارف:

الحسن بن علي بن محمد الهذلي الحلواني

صحیح مسلم کی چوتھی سند کے پہلے راوی ہیں ''حسن الحلوانی''، ان کے بارے میں یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ یہ ''ثقہ اور ثبت'' ہیں۔ امام ابوداؤد نے کہا کہ ''یہ علم رجال کے عالم بھی تھے لیکن اپنا یہ علم استعمال نہیں کرتے تھے اور کسی پر تنقید نہیں کرتے تھے''۔ امام نسائی نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا کہ ''یہ ثقہ اور حافظ تھے''۔ امام ترمذی نے بھی انہیں ''حافظ'' کہا ہے۔ ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے ''ثقة حافظ له تصانيف '' یہ ثقہ اور (حدیث) کے حافظ تھے، ان کی تصانیف بھی ہیں، امام ذہبیؒ نے بھی انہیں ''ثبت حجة'' لکھا ہے۔ (تهذيب التهذيب، ج2 ص302 / تقريب التهذيب، ص162 / الكاشف، ج1 ص328)

عبد بن حُميد بن نصر الكِسّي

امام ذہبیؒ نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے ''الإمام الحافظ الحُجّة الجوّال '' امام، حافظ، حجت اور (حدیث کے لئے) مختلف مقامات پر گھومتے پھرنے رہنے والے تھے، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کا نام عبدالحمید تھا، اور ''کِسّی'' کہ جگہ ''کِشّی'' بھی کہا جاتا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے ''عبدالحميد بن نصر الكِشي وهو الذی يُقال له عبد بن حُميد و كان مِمن جَمَع وصنّف ومات سنة تسع وأربعين ومائتين '' عبدالحمید بن نصر الکشی، انہیں ہی عبد بن حُمید کہا جاتا ہے، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے علم جمع کیا اور تصنیف کیا، ان کی وفات 249ھ میں ہوئی۔

(ملخصاً: تهذيب التهذيب، ج6 ص455 / سير أعلام النبلاء، ج12 ص235)

یعقوب بن ابراهیم بن سعد بن ابراهیم الزهری القرشی المدنی

امام ذہبیؒ نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے ''**الامام الحافظ الحجّة ، ابویوسف الزهري، العوفي، المدني ثم البغدادي** ''امام، حافظ اور حجت، ابو یوسف زہری عوفی، اصل میں مدینہ کے رہنے والے ہیں لیکن بعد میں بغداد چلے گئے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ عجلی نے بھی ''ثقہ'' کہا ہے۔ ابوحاتم نے انہیں ''صدوق'' (سچا) کہا ہے۔ ان حبان نے بھی انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ابن سعد نے انہیں ''ثقہ اور مامون'' کہا ہے۔ نیز ابن سعد کے مطابق آپ بغداد میں رہتے تھے، پھر (مامون کے وزیر) حسن بن سہل کے ہاں ''**فم الصِلح**'' نامی مقام پر (یہ واسط کے قریب ایک نہر کا نام ہے، اس نہر کے پاس ایک پہاڑی پر حسن بن سہل کا گھر تھا) چلے گئے اور وہیں شوال 208ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تهذیب التهذیب، ج 11 ص 380 / سیر اعلام النبلاء، ج 9 ص 491)

فائدہ: یعقوب بن ابراہیم مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی اولاد سے ہیں، ان کے پڑدادا ابراہیم، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بیٹے ہیں، اور جیسا کہ امام ذہبی اور حافظ ابن حجر دونوں نے تصریح کی ہے کہ ان کا اصل وطن مدینہ منورہ ہے لیکن یہ بغداد میں جا کر بس گئے تھے، بالکل اسی طرح جیسے امام ابن شہاب زہری کا اصل وطن مدینہ تھا لیکن آپ شام جا کر بس گئے تھے، تمنا عمادی صاحب کی ضد ہے کہ امام زہری مدنی نہیں تھے بلکہ شامی تھے، اس تمنائی منطق کی رُو سے یعقوب بن ابراہیم کو بھی ''مدنی'' نہیں بلکہ ''عراقی'' ہونا چاہیے، لیکن آگے آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث پر تنقید کرتے ہوئے جس میں یہی یعقوب بن ابراہیم ہیں، عمادی صاحب نے امام زہریؒ کو شامی ثابت کرنے والے اپنے ''تمنائی'' فارمولے کو خود ہی غلط ثابت کیا ہے اور یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ یعقوب بن ابراہیم تو مدینہ سے باہر کہیں گئے ہی نہیں۔

ابراهیم بن سعد بن ابراهیم بن عبدالرحمن بن عوف القرشی الزهری

یہ ''یعقوب بن ابراہیم'' کے والد ہیں، امام ذہبی نے **سیر اعلام النبلاء** میں ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''**الامام ، الحافظ الكبير** ''بہت بڑے امام اور (حدیث کے) حافظ'' **وكان ثقة وصدوقاً صاحب حديث** ''وہ ثقہ، سچے اور حدیث والے تھے۔ نیز **میزان الاعتدال** میں یوں فرمایا: ''**أحد الأعلام الثقات** ''بڑے اور مشہور ثقہ لوگوں میں سے ایک۔ امام احمد بن حنبل نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ اور حجت'' کہا۔ عجلی اور ابوحاتم نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ ابن خراش نے انہیں ''صدوق'' (سچا) بتایا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ ''**هو من ثقات المسلمين حدث عنه جماعة من الأئمة ولم يختلف أحد فی الكتابة عنه، وقول من تكلم فيه تحامل**'' وہ مسلمانوں کے ثقہ لوگوں میں سے ہیں، اُن سے ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے احادیث بیان کی ہیں اور کسی

نے اُن کی حدیث لکھنے میں اختلاف نہیں کیا، اور اگر کسی نے ان کے بارے میں کلام (یعنی جرح کی ہے) تو اُس نے زیادتی کی ہے۔(سیر اعلام النبلاء، ج8ص304/میزان الاعتدال ج1ص33/تہذیب التھذیب ج1ص121)

صالح بن کیسان المدني

امام ذہبی لکھتے ہیں: ''**الامام الحافظ الثقة** ''امام، حافظ اور ثقہ۔ نیز لکھتے ہیں ''**وکان صالح جامعاً من الحديث والفقه والمُروءة** ''صالح حدیث اور فقہ دونوں علوم کے جامع تھے اور بہت اچھے اخلاق والے تھے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''**رأى ابن عمر وابن الزبير وقال ابن معين سمع منهما** ''انہوں نے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبداللہؓ بن زبیرؓ کو دیکھا اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ ان دونوں صحابیوں سے حدیث بھی سُنی ہے۔ ابن المدینی کہتے ہیں کہ صالح عمر میں زہری سے بڑے تھے اور انہوں نے ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ کو دیکھا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے ان کی تعریف فرمائی۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ صالح ''ثقہ اور ثبت'' ہیں۔ ابوحاتم نے کہا کہ ''صالح مجھے عقیل سے زیادہ محبوب ہیں کیونکہ وہ حجازی ہیں اور عمر میں بڑے ہیں نیز انہوں نے ابن عمرؓ کو دیکھا ہے، وہ ثقہ ہیں اور وہ تابعین میں سے ہیں''۔ نسائی اور ابن خراش نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔ عجلی اور ابن حبان نے بھی ان کا شمار ثقہ لوگوں میں کیا ہے۔(ملخصاً: سیر اعلام النبلاء، ج5ص454/تہذیب التھذیب ج4ص399)

حدیث نمبر 3

''(امام بخاری فرماتے ہیں) ہم سے **علي بن عبداللّٰه** (مدینی) نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے **سفیان** (بن عیینہ) نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زُھری (ابن شہاب) نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ''**أخبرني سعيد بن المسيب** ''مجھے **سعید بن المسیب** نے خبر دی کہ انہوں نے **حضرت ابوھریرہؓ** سے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) کا نزول ایک عادل حکمران کی حیثیت سے تم میں نہ ہولے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، اور جزیہ قبول نہیں کریں گے (اس دور میں) مال ودولت کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر 2476)

راویوں کا تعارف

علي بن عبداللّٰه بن جعفر ابن المديني البصري ابو الحسن

امام ذہبیؒ نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''**الشيخ ، الامام، الحُجّة، أمير المؤمنين في الحديث** '' شیخ، امام، حجت، حدیث میں مومنین کے امیر۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: ''**ثقة ثبت إمام أهل عصره بالحديث وعلله** '' ثقہ، ثبت، اپنے زمانے کے حدیث اور علل کے امام۔ ابوحاتم رازی نے کہا: ''علی (بن المدینی)

لوگوں میں علمِ حدیث اور علل حدیث کی ایک علامت تھے، امام احمد بن حنبل تو احترام کے پیش نظر ان کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ آپ کا ذکر کنیت کے ساتھ کرتے تھے''۔ سفیان بن عیینہ (جو کہ ابن المدینی کے استاد ہیں) فرماتے ہیں کہ: ''اللہ کی قسم میں نے اُن سے اُس سے زیادہ سیکھا ہے جتنا انہوں نے مجھ سے سیکھا''، نیز سفیان بن عُیینہ نے کہا: ''اگر علی بن المدینی نہ ہوتے تو میں (حدیث پڑھانے کے لئے) نہ بیٹھتا''۔ حفص بن محبوب کہتے ہیں کہ ایک بار ہم سفیان بن عیینہ کے پاس بیٹھے تھے تو ابن المدینی اٹھ کھڑے ہوئے تو ان کے ساتھ سفیان بن عیینہ بھی اُٹھ گئے اور فرمایا: جب گھڑ سوار اٹھ گئے تو ہم پیادہ لوگوں کے ساتھ کیوں بیٹھیں؟''۔ عبدالرحمٰن بن المہدی نے کہا: ''لوگوں میں حدیث رسولؐ کے سب سے بڑے عالم علی بن المدینی ہیں، خاص طور پر ان احادیث کے جو سفیان بن عیینہ کے واسطے سے ہیں''۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ: ''یحییٰ بن سعید، ابن المدینی کا بہت اکرام کرتے تھے، انہیں اپنے قریب بٹھاتے تھے اور ان کے دوست تھے''۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ: ''ایسا لگتا ہے جیسے اللہ نے ابن المدینی کو اسی مقصد کے لئے (حدیث کی خدمت کے لئے) پیدا فرمایا تھا''۔ ابو یحییٰ کہتے ہیں کہ: ''جب ابن المدینی بغداد تشریف لاتے تو آپ مجلس کی صدارت فرماتے، جبکہ یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، معیطی اور دوسرے لوگ بحث مباحثہ کرتے، جب ان کا کسی بات میں اختلاف ہوتا تو اس وقت ابن المدینی کلام فرماتے (یعنی آپ فیصلہ فرماتے)''۔ ابن حبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام نسائی نے کہا: ''وہ ثقہ، مامون اور حدیث کے اماموں میں سے ایک امام ہیں''۔ ابوزرعہ نے کہا کہ: ''ان کی سچائی میں شک نہ کیا جائے''۔

(ملخصاً: سیر اعلام النبلاء، ج11 ص41/ تقریب التھذیب ج1 ص 403 تھذیب التھذیب ج7 ص349)

فائدہ: علی بن المدینی کے بارے میں امام احمد بن حنبل وغیرہ کے کچھ تنقیدی الفاظ بھی منقول ہیں، ان کا پس منظر ایک آزمائش ہے جو علی بن المدینی کو پیش آئی، جس کی تفصیل کتب رجال میں مذکور ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ: ''**قلتُ تکلم فیه احمد ومن تابعه لأجل ما تقدم من اِجابته في المحنة وقد اعتذر الرجل عن ذلک وتاب وأناب**'' امام احمد اور ان کی متابعت کرنے والوں نے اُن کے بارے میں جو کلام کیا ہے اس کی وجہ ابتلاء وآزمائش کے دوران ابن المدینی کا جواب ہے جس کا پہلے ذکر ہوا، جبکہ انہوں نے اپنی بات سے اعتذار کرلیا تھا اور توبہ ورجوع بھی کرلیا تھا۔ (تھذیب التھذیب، حوالہ مذکورہ)۔

سفیان بن عُیینه: ان کا تعارف گزر چکا۔

ابن شهاب الزهري: ان کا مفصل تعارف ہو چکا، تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ روایت امام زہری نے سعید بن المسیب سے ''اخبرني'' کے لفظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

سعید بن المسیب: ان کا تعارف بھی بیان ہو چکا۔

حدیث نمبر 4:

''(امام بخاری فرماتے ہیں) ہم سے **اسحاق** نے بیان کیا (انہوں نے کہا) ہمیں **یعقوب بن ابراھیم** نے خبر دی (انہوں نے کہا) ہم سے میرے والد (**ابراھیم بن سعد**) نے بیان کیا، ان سے **صالح** (بن کیسان) نے، اُن سے **ابن شهاب** (زہری) نے، ان سے **سعید بن المسیب** نے کہ انہوں نے **حضرت ابوهریرۃ** ؓ سے سُنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ (عیسیٰ) بن مریم ؑ تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سُور کو مار ڈالیں گے، اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اس وقت مال کی اتنی کثرت ہوجائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت ایک سجدہ دنیا وما فیہا سے بڑھ کر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے یہ آیت پڑھ لو: اور کوئی اہل کتاب میں ایسا نہیں ہوگا جو (عیسیٰ ؑ) کی موت سے پہلے اُن پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر 3448)

یہی حدیث امام ابوعوانہ اسفرائینی ؒ نے مستخرج ابی عوانہ (ج 1 ص 98 طبع دار المعرفۃ بیروت) میں **ابو داؤد سلیمان بن سیف الحرانی** سے روایت کی ہے جنھوں نے کہا کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ (آگے یہی بخاری والی سند ہے)۔

اس حدیث کے بارے میں تمنائی مغالطے

یہ صحیح بخاری کی ''**کتاب أحادیث الأنبیاء** '' کے باب ''**نزول عیسیٰ بن مریم**'' کی پہلی حدیث ہے، جناب تمنا عمادی نے احادیث نزول عیسیٰ ؑ کی احادیث پر تنقید اسی حدیث سے شروع کی ہے اور اپنی خیالی وفرضی تحقیق کے ایسے گھوڑے دوڑائے ہیں کہ علم حدیث واسماء الرجال کا ایک ادنیٰ سا طالب علم بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ اگر منکرینِ حدیث کے ''محدث العصر'' کا یہ حال ہے تو باقیوں کا کیا حال ہوگا؟۔ عمادی صاحب نے صحیح بخاری کی اس حدیث کو ''موضوع'' اور ''جھوٹی'' ثابت کرنے کے لئے جو تحقیق پیش کی ہی اس کا خلاصہ یہ ہے:

(1)......صحیح بخاری میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اس باب کا ''**کتاب بدء الخلق** '' میں ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ پورا باب کسی نے امام بخاری کی کتاب میں ''ٹھونس'' دیا ہے، ورنہ حضرت عیسیٰ ؑ کے نزول کا اس کتاب سے کیا تعلق جس میں آغاز تخلیق سے متعلق مضامین بیان ہوئے ہیں، اسے تو اس کتاب میں ہونا چاہیے جس میں خاتمہ تخلیق سے متعلق مضامین بیان ہوں۔ (خلاصہ: انتظارِ مہدی ومسیح، ص 167-168)

(2)......اس حدیث کو امام بخاری نے اپنے جس استاد سے روایت کیا ہے ان کا نام صرف ''اسحاق'' ذکر کیا ہے، نہ ان کی

ولدیت لکھی اور نہ ہی یہ وضاحت کی کہ وہ کون سے اسحاق ہیں، لہٰذا یہ اسحاق کون ہیں؟ اللہ ہی جانے، امام بخاری تو پندرہ اسحاق سے روایت کرتے ہیں، ان میں سے بعض اسحاق مجروح اور نا قابل اعتبار بھی ہیں، امام بخاری اسی لئے ایسے مواقع میں نسبت ولدیت کی ایسی تصریح نہیں کرتے جس سے کسی کی شخصیت معین ہو سکے۔ اگر وہ اس راوی کی شخصیت خود متعین کر دیتے تو اس کی مجروحیت کی وجہ سے وہ روایت نا قابل اعتبار ٹھہر جاتی اور غلط نسبت ظاہر کر کے غلط شخصیت معین کر دیتے ہیں تو یہ کذب ہو جاتا ہے، یہ خیال کر کے امام بخاری نے نہیں بلکہ ان کی کتاب میں ایسی حدیثوں کے داخل کر دینے والوں نے صرف اسحاق لکھ کر راوی کی شخصیت کو مبہم چھوڑ دیا تا کہ بعد والے حسن ظن سے کام لے کر ثقہ اسحاق کو ہی خود متعین کر لیں۔ (خلاصہ: انتظارِ مہدی ومسیح، ص169 تا 171)

(3)...... یہاں ''اسحاق'' سے مراد ''اسحاق بن راہویہ'' نہیں ہو سکتے (جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ قسطلانیؒ نے لکھا ہے۔ ناقل) اور نہ ہی ''اسحاق بن منصور'' ہو سکتے ہیں (جیسا کہ ابن حجر نے ابوعلی الجیّانی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ناقل) کیونکہ اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور دونوں خراسان کے ایک قصبے ''مرو'' کے رہنے والے تھے جو کہ نیشاپور کے قریب واقع ہے اور یہ دونوں اواخر عمر میں نیشاپور آ کر بس گئے تھے، نیشاپور وضّاعین (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والوں) کا بڑا مرکز تھا، اس لئے اکثر محدثین وہاں کھنچے چلے آتے تھے، یہ دونوں بھی وہاں کھنچ گئے اور وہیں رہے، جبکہ ''یعقوب بن ابراہیم'' خالص مدنی'' ہیں، اِن سے حدیثیں لینے کا موقع ان خراسانیوں (یعنی اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور) کو کب اور کہاں ملا؟ یعقوب بن ابراہیم کا مرو یا نیشاپور جانا ثابت نہیں، اور ابن راہویہ یا ابن منصور اگر مدینہ آئے تھے تو کس زمانے میں آئے تھے؟۔ اگر یہ دونوں مدینہ آئے تھے تو صرف یعقوب بن ابراہیم ہی سے حدیثیں کیوں لیتے اس وقت مدینہ میں اور بھی اکابر محدثین موجود تھے، اُن سے احادیث کیوں نہ لیں؟۔

(خلاصہ: انتظارِ مہدی ومسیح، ص174-175)

(4)...... پھر عمادی صاحب بزعمِ خود ''اصل حقیقت'' کا اعلان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ''اسحاق'' جن سے امام بخاری روایت کرتے ہیں اور وہ یعقوب بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں، وہ نہ اسحاق بن راہویہ ہیں اور نہ اسحاق بن منصور، بلکہ وہ اسحاق بن محمد بن اسماعیل بن فروہ المدنی الاموی مولی عثمان ہیں، یہ بھی مدنی ہیں اور یعقوب بن ابراہیم بھی مدنی ہیں ، اس لئے یعقوب بن ابراہیم سے روایت کرنے والے یہی اسحاق بن محمد ہو سکتے ہیں، ان سے امام بخاری کی روایت حدیث بہت مشہور ہے، لیکن یہ بہت مجروح ہیں، امام بخاری کے زمانے ہی میں ان سے حدیثیں روایت کرنے پر ان کے شیوخ اور ہم عصروں نے زجر وتوبیخ شروع کر دی تھی، اسی لئے امام بخاری نے بعد کو احتیاط شروع کر دی اور جب ان کی کوئی حدیث لکھنے لگے تو صرف ''حدثنا اسحاق'' لکھ کر چھوڑ دیا اور ولدیت وسکونت کی نسبت کا اظہار ہی نہ کیا تا کہ کسی کو

یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کون سے اسحاق ہیں۔ (خلاصہ: انتظارِ مہدی و مسیح، ص 176)

(5)......امام زہری سے یہ حدیث بیان کرنے والے کا نام امام بخاری نے صرف ''صالح'' ذکر کیا ہے، نہیں معلوم یہ کون سے صالح ہیں۔ شارحین نے جھٹ صالح بن کیسان کا نام لکھ دیا اور غیر معین کو معین کر دیا، حالانکہ صالح نام کے اور بھی ایسے لوگ ہیں جن سے زہری نے روایت کی ہے یا کر سکتے تھے (غالباً عمادی صاحب یہ لکھنا چاہتے تھے کہ صالح نام کے اور بھی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے زہری سے روایت کی ہے۔ ناقل)، یہاں بھی صالح مبہم چھوڑ دیا گیا تاکہ شخصیت کا تعین نہ ہو سکے اور بعد والے حسن ظن سے کام لے کر کسی ثقہ صالح کا نام چسپاں کر دیں۔ (خلاصہ: انتظارِ مہدی و مسیح، ص 176-177)

(6)......امام بخاری ایسے دس راویوں سے روایت کرتے ہیں جن کا نام صالح تھا جن میں بعض ضعفاء و مجروحین بھی تھے، ان دس میں سے کسی سے بلا واسطہ خود روایت کرتے تھے اور کسی سے بالواسطہ، تو پھر صرف ''صالح'' بغیر تصریح ولدیت وسکونت کہہ دینا لوگوں کو قصداً اشتباہ میں ڈالنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟''۔ (انتظارِ مہدی و مسیح، ص 180)

جاری ہے

found.

قادیانیوں کو دعوت اسلام (قسط:۱)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ سلسلہ نبوت حضرت آدم حضرت علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوگا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رسالت و نبوت کا دور قیامت تک باقی رہے گا اور یہ بھی نہیں کہ ایک بار تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کی حیثیت سے مکہ میں مبعوث کیا جائے اور پھر کسی زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری بار خلعت نبوت سے آراستہ کر کے کسی اور جگہ بھیجا جائے۔ نہیں! بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بعثت ہی ایسی کافی وشافی تھی کہ وہ قیامت تک قائم ودائم رہے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا آفتاب رہتی دنیا تک تاباں و درخشاں رہے گا، نہ وہ کبھی غروب ہوگا، نہ اس کے بعد دوبارہ سلسلہ نبوت جاری کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی کی حیثیت سے دنیا میں دوبارہ آنا منجانب اللہ مقدر تھا، چنانچہ ایک دفعہ چھٹی صدی مسیحی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم محمد کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے اور دوسری بار انیسویں صدی مسیحی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں، قادیان (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث کیا گیا لیکن یہ دوسری دفعہ بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شکل میں نہیں ہوئی بلکہ اس بار مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ آپ کے اسی ظہور کو مرزا غلام احمد قادیانی کی ''خاص اصطلاح'' میں ''ظل'' اور ''بروز'' کہا جاتا ہے۔

اس عقیدے کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہونے کی وجہ سے بعینہٖ ''محمد رسول اللہ'' ہیں ان کا وجود بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور ان کی آمد بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے۔ فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ پہلی تشریف آوری میں آپ محمد تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسری میں آپ کا نام غلام احمد (قادیانی اصطلاح میں صرف احمد) ہے۔ پہلی بعثت مکہ میں ہوئی تھی، اور دوسری قادیاں میں، پہلی بعثت جلالی تھی اور دوسری جمالی۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ''غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو بعثت مقدر تھے ایک بعثت تکمیل ہدایت کے لیے، دوسری بعثت تکمیل اشاعت ہدایت کے لیے۔'' [تحفہ گولڑیہ ص:۹۹، مندرجہ روحانی خزائن ص:۲۶۰، ج:۱۷]

۲۔ ''پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امیوں یعنی مکہ والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا جائے گا، جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی، لیکن چونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے۔ پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی کے لیے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو، اور جو حسن اور احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا مشابہ ہو۔ اور آپ کی اتباع میں اس قدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جائے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا۔''

(کلمۃ الفصل، ص:۱۰۴، ۱۰۵، مندرجہ ریو آف ریلیجز مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

۳۔ ''پس وہ جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو وجودوں کے رنگ میں لیا اس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی مخالفت کی، کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے صار وجودی وجودہ۔ (میرا وجود آپ ہی کا وجود بن گیا ہے)۔ اور جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا، کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی ومارایٰ (جس نے میرے اور مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے نہ دیکھا اور نہ پہچانا) (دیکھو خطبہ الہامیہ، ص:۱۷۱، خزائن، ص:۲۵۸، ج:۱۶) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیوں کہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیں گے۔''

(کلمۃ الفصل، ص:۱۰۵، مرزا بشیر احمد)۔

ان حوالوں سے واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں اور یہ کہ آپ کی دوسری بعثت قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ہوئی۔

قادیانیت بعثت کے آثار و نتائج

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا دنیا میں دوبارہ آنا (پھر قادیان میں مبعوث ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ظاہر ہونا) اپنے جلووں میں اور بھی چند ایک عقائد رکھتا ہے، جن کے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے لوگ قائل ہیں۔ ان سے پہلے دنیا کا کوئی مسلمان اس کا قائل نہ تھا نہ اب ہے، بلکہ تمام امت مسلمہ ان عقائد کو کفر صریح سمجھتی رہی ہے۔

عقیدہ (۱) خاتم النبیین کے بعد عام گمراہی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کی خاتمیت کا تقاضا ہے کہ آپ کا لایا ہوا دین رہتی دنیا تک قائم ودائم رہے۔ نہ آپ کی لائی ہوئی کتاب ہدایت دنیا سے مفقود ہو اور نہ آپ کی امت کبھی گمراہی پر جمع ہو جیسا کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے مرزا غلام احمد قادیانی ''محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ'' کا روپ دھارنے کے لیے یہ نظریہ ایجاد کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جو ہدایت لے کر آئے تھے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعثت ثانیہ کا دور (۱۳۰۱ھ) شروع ہونے سے پہلے یکسر مٹ چکی تھی دنیا میں چاروں طرف اندھیرا تھا زمین میں نہ دین تھا نہ ایمان تھا نہ ہدایت تھی نہ کتاب ہدایت تھی اور یہ سب کچھ دنیا کو مرزا غلام احمد قادیانی کے بدولت دوبارہ نصیب ہوا مختصر یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بعثت ثانیہ کا عقیدہ تب ممکن ہے جب کہ پہلے یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی بعثت کا نور بجھ چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کا چراغ گل ہو چکا تھا، اس آفتاب رسالت کے بعد بھی دنیا میں عام تاریکی پھیل چکی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پوری کی پوری دنیا گمراہ ہو چکی تھی یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟ برا ہے یا بھلا؟ اس کا فیصلہ بھی آپ عقل خداداد سے خود ہی کیجیے، میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ عقیدہ کی تلقین اپنی جماعت کو بھی کرتے رہے۔ کیونکہ یہی عقیدہ ان کے ''ظل وبروز'' کی عمارت کا بنیادی پتھر ہے، چند حوالے ملاحظہ فرمائیے:

۱۔　''آیت انا علی ذھاب بہ لقادرون میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے...... جس کی نسبت خدائے تعالیٰ آیت موصوفہ بالا میں فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اٹھالیا جائے گا، سوایسا ہی ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی حالت ہوگئی تھی۔'' قرآنی تعلیم ایسے لوگوں کے دلوں سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا اس سے لوگ بے خبر ہیں وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اس سے لوگ غافل ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان سے نیچے نہیں اترتا، انھی معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انھیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔ ناقل) یہ حدیث درحقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت انا علی ذھاب بہ لقادرون میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔''　(ازالہ خورد قادیان، ص:۲۲۷، روحانی خزائن حاشیہ، ص:۴۸۹ تا ۴۹۲، ج:۳)

۲۔　''مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اس زمانہ میں مبعوث کیا گیا جب دنیا میں چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تھا اور بحر و بر میں ایک طوفان عظیم برپا ہورہا تھا، مسلمان جن کو خیرالامت کا خطاب ملا تھا نبی عربی کی تعلیم سے کوسوں دور جا پڑے تھے۔ تب یکا یک آسمان سے ظلمت کا پردہ پھٹا اور خدا کا ایک نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے زمین پر اترا۔''　(کلمۃ الفصل، ص:۱۰۰، ۱۰۱، از مرزا بشیر احمد)

۳۔　''ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی، مشکل تو یہی

ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بروزی طور پر (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں) دوبارہ دنیا میں مبعوث کرکے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے'' (کلمۃ الفصل،ص:۱۷۳)

الغرض دوسرے بعثت کے عقیدہ سے پہلے یہ عقیدہ ضروری ٹھہرا کہ رسالت محمدی کا آفتاب دنیا کے مطلع سے ڈوب چکا تھا،اس کی کوئی روشنی باقی نہ تھی ایمان تھا نہ اسلام تھا نہ قرآن تھا، چاروں طرف بس اندھیرا ہی اندھیرا تھا، یہ سب کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت کے طفیل دوبارہ ملا۔

عقیدہ (۲) پہلی اور دوسری بعثت کا الگ الگ دور!

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوالگ الگ بعثتیں ذکر کیں،ایک مکی بعثت بشکل محمدا ور دوسری قادیانی بعثت بشکل مرزا غلام احمد قادیانی، تو لامحالہ ان دونوں بعثتوں کا دور بھی الگ الگ ہوگا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ہے یہ چودھویں صدی سے دوسری بعثت کا دور شروع ہوتا ہے اور یہ کہ تیرہویں صدی کے آخر میں پہلی بعثت کی تمام برکات ختم ہوگئی تھیں، حتیٰ کہ قرآن، ایمان اور اسلام سبھی کچھ اٹھ چکا تھا، اور یہ سب کچھ امت کو دوسری بعثت کے دم قدم سے دوبارہ نصیب ہوا۔ اس سے ازخود یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ تیرھویں صدی پر مکی بعثت کا دور ختم ہو چکا اور اب چودھویں صدی سے قادیانی بعثت کا دور شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا انسانیت کی نجات وفلاح کے لیے مکی بعثت کالعدم قرار پائی ہے۔ اور اسلام کا صرف وہی ایڈیشن معتبر، قابل عمل اور موجب نجات ٹھہرتا ہے جس پر قادیانی بعثت کی مہر ہو۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ: ''خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جاوے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۴۱۶،جلد طبع لندن) پھر ایک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا الہام ہے جو آپ نے اپنے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے : ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔'' (تذکرہ ص:۳۴۳، مجموعہ اشتہارات، ص:۲۷۵، ج:۳)

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دو بعثتوں والے عقیدہ کا ایک اہم ترین نتیجہ یہ ہے کہ تیرھویں صدی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات واشارات پر عمل کرنا موجب نجات نہیں، بلکہ یہ ساری چیزیں کالعدم،لغو اور بے کار ہیں جب تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لایا جائے۔ کیونکہ تیرھویں صدی کے بعد مکی رسالت و نبوت کا دور نہیں رہا، بلکہ قادیانی رسالت و نبوت کا دور شروع ہو چکا ہے اور اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی بھی وہی حیثیت ہوگی جو رسالت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی بھی وہی حیثیت ہوگی جو رسالت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی ہے۔ یعنی مرزا بشیر احمد کے الفاظ میں: ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا،

یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ۱۱۰، از مرزا بشیر احمد)

یہ تو قادیانی عقیدہ ہوا، اس کے برعکس اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور تیرھویں صدی تک محدود نہیں، بلکہ قیامت تک ہے، اس لیے ایمان وکفر کا معیار آج بھی وہی ہے، جو چودھویں صدی سے پہلے تھا، اور یہی معیار قیامت تک قائم رہے گا۔ اب اہل عقل کو غور کرنا چاہیے کہ کیا قادیانی عقیدے کے مطابق رسالت محمدیہ (یا مرزا غلام احمد قادیانی کی اصطلاح میں پہلی بعثت) منسوخ اور کالعدم ہو جاتی ہے یا نہیں؟

عقیدہ (۳) جامع کمالات محمدیہ

جب مرزا غلام احمد قادیانی اوران کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی بنا پر بعینہٖ ''محمد رسول اللہ'' بن گئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی لازم ٹھہرا کہ وہ تمام اوصاف وکمالات جو پہلی بعثت میں حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے وہ اب بروزی رنگ میں، پورے کے پورے جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے نام رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ جو منصب ومقام کی تیرھویں صدی تک محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھا وہ اب مرزا غلام احمد قادیانی کو تفویض کیا جا چکا ہے اور جس مسند رسالت پر پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے، اب اس پر مرزا غلام احمد قادیانی رونق افروز ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اوران کی جماعت اس عقیدے کا بھی برملا اظہار کرتی ہے، ان کے بے شمار حوالوں میں سے چند حوالے درج ذیل ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی، مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔''
(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، خزائن، ص: ۲۱۲، ج: ۱۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔''
(ایک غلطی ازالہ، روحانی خزائن، ص: ۲۱۶، ج: ۱۸)

ان حوالوں سے قادیانی عقیدہ کا منشاء بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حاصل ہیں اور چودھویں صدی سے ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی مسند رسالت پر مرزا غلام احمد قادیانی متمکن ہیں۔ کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے بھی اس عقیدہ کو تسلیم کر سکتا ہے؟

(جاری ہے)

قادیانیت سے تائب محمد انفال کا قبول اسلام

مفتی توصیف احمد

یہ ۲۰۰۵ کی کہانی ہے، نوجوان جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے نعمت اور آسائش کی ہر چیز اس کے پاس موجود ہے۔ لا اُبالی پن پیسے کی ریل پیل اور گھوڑوں کا شوق دور دراز کے اسفار پر مجبور کرتا ہے اس کا والد مسقط میں بسلسلہ کاروبار مقیم ہے۔ کم عمری میں عیاشی اور دین سے دوری کے نتیجے میں بالآخر نوجوان ایک ایسی جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں سے اس کا ایمان مسلوب ہو جاتا ہے اور ذلت و پستی کے گہرے کنویں میں جا گرتا ہے۔ اس نوجوان کا نام محمد انفال ہے راولپنڈی کے ضلع گوجر خان سے اس کا تعلق ہے یہ جوان چناب نگر میں موجود ''ربوہ'' قادیانیوں کے ہیڈ آفس میں جاتا ہے جہاں اسے جلی حروف میں کلمہ طیبہ مرقوم نظر آتا ہے، منتظمین سے سوال کرتا ہے کہ یہ تو وہی کلمہ ہے جو ہم پڑھتے ہیں جواباً طفل مکتب کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا دیگر مسلمانوں سے کوئی اختلاف نہیں وہاں موجود لائبریری میں تمام علماء کرام کے تراجم اور تفاسیر کا انبار محمد انفال کو دعوت فکر دے رہا تھا، عام فرقوں کی طرح ان کو بھی ایک فرقہ سمجھ کر ایک فارم پُر کر کے یہ واپس لوٹ آتا ہے۔

عرصہ دو سال تک اس کی کوئی خبر نہیں لی جاتی اسی اثناء میں جوان کی شادی ہو جاتی ہے شادی کے بعد چناب نگر سے کچھ لوگوں کا وفد اس سے ملنے آتا ہے۔ علیک سلیک کے بعد آنے کا مقصد بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ایک فارم پُر کیا تھا جس کے مطابق آپ ''احمدی'' ہیں اور احمدیوں کا نکاح غیر احمدیوں سے نہیں ہو سکتا لہذا آپ کی شادی غیر مذہب میں ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے۔ نوجوان ان سے پوچھتا ہے کہ پہلے دن آپ لوگوں نے مجھے کہا کہ ہم محمد ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور آج آپ غلام احمد قادیانی کی نبوت کی طرف بلا رہے ہیں یہ باتیں آپ نے مجھے پہلے دن کیوں نہیں بتائیں تاہم وفد ''خلیفہ خامس'' لندن کی طرف سے ایک کاغذ کا ٹکڑا فراہم کرتا ہے جس کے مطابق محمد انفال کو ''خلیفہ خامس'' کی بیعت کرنے پر سند جاری کی جاتی ہے گویا ایک قسم کا نعوذ باللہ ''صحابی اتھارٹی لیٹر'' سمجھ لیں اور برطانیہ ایمبیسی کی طرف سے ایک فارم پیش کر کے ''غیر احمدی'' بیوی کو طلاق دینے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ آپ کے برطانیہ جانے میں آپ کی بیوی رکاوٹ ہے گویا تبدیلی مذہب کا پہلا گفٹ ''برطانیہ ویزہ'' جھانسے کے طور پر سامنے آتا ہے، یہ سلسلہ جاری رہتا ہے نوجوان اپنی نیک سیرت بیوی کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتا، بچوں کی پیدائش پر برطانیہ سے ''نام'' آتے ہیں جن کے انتخاب کی صورت میں بچوں کی عمروں کے حساب سے ماہانہ وظیفے کی نوید بھی سنائی جاتی ہے، نوجوان اس کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور سنی ان سنی کر دیتا ہے اس سب کے باوجود ان کی تسلی کے لیے چناب نگر دوبارہ آنے کی حامی بھرتا ہے اور اس خیال سے کہ انڈر گراؤنڈ اگر میں ''احمدی'' بھی رہوں تو بعد میں

مسلمان ہو جاؤں گا، لیکن بات لیک ہو جاتی ہے سسرالیوں میں لعن طعن کے ساتھ ساتھ عام لوگوں نے سوشل بائیکاٹ کر دیا جس کے باعث وہاں رہنا مشکل ہو گیا بیوی کو ''احمدی'' بنانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ ایک بار عورتوں کے ہمراہ اہلیہ کو بھی ''ربوہ'' بھیجا تا کہ صورتحال مزید واضح ہو، بیوی نے غلام احمد قادیانی کے کفر پر مزید مہر ثبت کرتے ہوئے خاوند کو ارادے سے باز آنے کی دعوت دے ڈالی اور خاوند کو اس دلدل سے نکلنے کی دعوت دیتی رہی نیک سیرت بیوی کا یہ کردار جلی حروف میں رقم ہوگا۔ اس سارے عرصے میں وہ وہ اپنی بیوی کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکا اس کے بعد محمد انفال راولپنڈی سے ہجرت کر کے حطار انڈسٹریل سٹیٹ میں آ جاتا ہے جہاں اسے شیزان فیکٹری میں ''فورمین'' کی ملازمت مل جاتی ہے فیکٹری میں موجود دیگر عملہ کے ساتھ ''جی ایم'' بھی احمدی ہوتا ہے جہاں نوکری کے جھانسے میں مزدوروں کی معاشی فلاح و بہبود کے ساتھ فکری بنیادوں پر بھی گاہے بگاہے حملے کیے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں بہت سے مسلمان نادانستہ طور پر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس دورانیے میں محمد انفال نے ایک لاکھ روپیہ بطور فنڈ احمدیوں کو دیے، اس کے بقول یہ رقم ربوہ میں موجود ''جنت البقیع'' میں قطعہ ارضی کے حصول میں خرچ کی جائے گی اور بعد از مرگ اس کی تجہیز و تکفین کے اخراجات اس میں سے پورے کیے جائیں گے۔ بیوی نے اس سلسلہ میں بھی خاوند کو بہت سمجھایا بالآخر والدین کی ناراضگی اور قریبی رشتہ داروں کا بائیکاٹ روز اسے گھائل کرتا ہے وہ اس دلدل سے نکلنے کے لئے بیتاب تھا ''احمدیوں'' کے مطابق وہ اپنے ماں باپ کا جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتا تھا اس بات کے صدمے سے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹنے کو تھے وہ کسی طور پر اخروی ناکامی کے ساتھ دنیوی ذلت برداشت کرنے کو تیار نہ تھا۔ اس نے ہتھیار پھینکنے کی ٹھان لی تھی اور دو ہفتے قبل جھوٹی نبوت کے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت سے دستبردار ہو کر آقائے دو جہاں سید الاولین و الآخرین حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیتا ہے ہزار بار مبارکباد کے لائق محمد انفال کی خوش بختی کہ اس نے محسن کائنات کے دامن کو چھو لیا اپنی آخرت کو بچا کر دو ٹکے کی زندگی پر دو حرف بھیج دیئے قبول اسلام کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے محمد انفال کا کہنا تھا کہ میں اس دلدل سے نکل آیا ہوں لیکن بہت سے لوگ ''احمدیوں'' کے شکنجے میں اس طرح کسے ہوئے ہیں کہ ان کا واپسی کی راہیں مسدود ہیں۔ پیسے نوکری اور عورت کے جھانسے میں وہ لوگ بہت دور تک نکل چکے ہیں میری واپسی کی راہ اس لئے ہموار ہوئی کہ میں نے کبھی ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا ورنہ اس قعر ذلت سے نکلنا میرے روگ میں نہ ہوتا

محمد انفال کو احمدیوں کی جانب سے جان کا خطرہ بھی موجود ہے اور اس کے ساتھ محمد انفال نے ضلع ہری پور میں موجود احمدیوں کے تربیتی سنٹر کی بھی نشاندہی کی ہے۔ ضلعی انتظامیہ آئین کی رو سے ان کی سرگرمیوں کو بند کرے علماء کرام ختم نبوت کے مسئلے کی اہمیت بیان کریں اور معاشرے میں موجود قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں تا کہ کوئی محمد انفال کی طرح آقائے دو جہاں ﷺ کے قدموں سے دور نہ ہونے پائے۔ ربیع الاول کے مہینے میں محمد انفال کو اسلام قبول کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں سلام محمد انفال سلام۔

شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمتہ اللہ علیہ

مولانا محمد زاہد اقبال

فقیہ العصر، استاذ العلماء، پیر طریقت، ولی کامل، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ 30/ اکتوبر بروز اتوار اپنے آبائی علاقے لکی مروت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔”اِنا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون“۔ آپ کا جنازہ 31/ اکتوبر، بروز سوموار صبح پونے گیارہ بجے کبیر سٹیڈیم لکی مروت شہر میں ادا کیا گیا، جس میں تقریباً ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔ جنازہ پڑھانے کی سعادت عالم اسلام کی معروف شخصیت، استاذ العلماء، شیخ الحدیث، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب (امیر جمعیت علماء اسلام ”س“) نے حاصل کی۔ حضرت اقدس مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ 6/ شوال 1359ھ میں ضلع لکی مروت صوبہ خیبر پختونخوا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا نیاز محمد صاحب رحمہ اللہ اپنے وقت کے جید عالم دین اور مدرسہ امینیہ دہلی کے فاضل اور مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے اور دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت کے بانی تھے۔ حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے شعبان 1380ھ مطابق 1960ء میں درسِ نظامی سے فراغت حاصل کی۔ صحیح البخاری اور جامع الترمذی فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے اور حدیث کی دیگر کتب مولانا لطف اللہ صاحب (جہانگیرہ والے) مولانا فضل محمد سواتی، حضرت مولانا ادریس میرٹھی اور حضرت مولانا عبد الرشید نعمانی رحمہم اللہ سے پڑھیں۔

آپ نے شوال 1380ھ سے والد گرامی کے قائم کردہ مدرسہ دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت سے تدریس کا آغاز کیا اور دار العلوم سرحد پشاور، دار العلوم ٹل ضلع ہنگو میں درس و تدریس کی سعادت حاصل کی، جبکہ دار العلوم حنفیہ چکوال، جامعہ مخزن العلوم کراچی اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث اور صدر مفتی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں 13 سال تک علوم فقہ وحدیث کے تشنگان کو سیراب کرتے رہے۔ شوال 1432ھ سے اپنے قائم کردہ مدرسہ جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور کے اہتمام کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث والتفسیر کے منصب کو رونق بخشی۔ آپ کو تمام اسلامی علوم میں دسترس حاصل تھی جبکہ حدیث اور فقہ میں اللہ تعالی نے آپ کو خصوصی فہم اور مہارت عطا فرمائی تھی، آپ کو درس و تدریس اور افہام و تفہیم کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ انتہائی شفیق استاد تھے۔

آپ علم و عمل، اخلاص اور للّٰہیت کے پیکر تھے۔ آپ حضرت اقدس مولانا عبد العزیز رائے پوری رحمہ اللہ (خلیفۂ مجاز، حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ) سے بیعت ہوئے، آپ کے استاذ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ رحمہ اللہ (سابق

صدر مدرس دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت اور خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی رحمہ اللہ) نے آپ کو نقشبندی سلسلہ میں بیعت وارشاد کی اجازت عطا فرمائی۔اسی طرح حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ کے بھانجے اور خلیفہ حضرت مولانا حافظ عبد الوحید رائے پوری رحمہ اللہ نے چاروں سلسلوں میں آپ کو بیعت وارشاد کی اجازت عطا فرمائی۔جس کے بعد آپ نے سلوک وارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔کراچی، پشاور، راولپنڈی، بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، لکی مروت، اکوڑہ خٹک، کوئٹہ، پشین کے علاوہ پنجاب کے تقریباً ہر ضلع میں آپ کے مریدین موجود ہیں بالخصوص لاہور، قصور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ میں مریدین کا کافی حلقہ ہے۔تقریباً تیس حضرات کو آپ نے اجازت وخلافت عطا کی ہے۔

آپ درس وتدریس اور تزکیہ وارشاد کے ساتھ ساتھ غلبۂ دین اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے بھی متحرک رہے۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمہ اللہ (سابق مرکزی امیر جمعیت علما اسلام) کی قیادت اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب امیر جمعیت علماء اسلام (س) کی رفاقت میں سرگرم عمل رہے اور صوبائی جنزل سیکرٹری سے لے کر مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنزل کے عہدوں پر رہ کر شاندار خدمات انجام دیں۔ پاکستان میں شریعت بل کی تحریک میں بھر پور کردار ادا کیا۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بنوں اور لکی مروت میں زبردست جدوجہد کی۔ بالآخر جمہوری سیاست سے مایوس ہو کر جمہوری سیاست کو بالکل چھوڑ دیا۔ پھر جمہوری طریقے سے ہٹ کر غلبۂ دین اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے 2007ء میں تحریک نفاذ اسلام کی بنیاد رکھی۔جس کے پہلے مرکزی امیر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ تھے جبکہ آپ کو مرکزی نائب امیر مقرر کیا گیا۔اکتوبر 2015ء میں حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ کو مرکزی امیر مقرر کیا گیا۔ چنانچہ آپ کی قیادت میں ملک بھر بالخصوص پنجاب میں تحریک نفاذ اسلام کی جدوجہد کو آگے بڑھایا گیا ہے اور اب بھی جاری ہے جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔آپ نے درس وتدریس، افتاء، اور تزکیہ وارشاد کے ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا، چنانچہ اصول فقہ، فضائل علم، حدیث، ذکر اور دیگر موضوعات پر کتب تصانیف کیں۔آپ کا درس ترمذی ''زبدۃ المعارف'' اور مجموعہ فتاوی ''ارشاد المفتین'' شائع ہو چکا ہے۔آپ نے لاہور میں رائیونڈ روڈ پر دینی ادارہ جامعۃ الحمید قائم کیا، اسی طرح کراچی اور میاں چنوں میں بھی دینی ادارے ہیں۔اس کے علاوہ الحمید ٹرسٹ بھی قائم ہے۔

آپ کے پسماندگان میں بیوہ، چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔چاروں فرزندان عالم ہیں اور دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا مفتی حبیب اللہ حقانی کو آپ کا جانشین اور دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت کا مہتمم مقرر کیا گیا ہے۔ دوسرے صاحبزادے مولانا کفایت اللہ دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت میں استاذ الحدیث ہیں۔تیسرے صاحبزادے مولانا خلیل اللہ جامعۃ الحمید لاہور میں خدمت انجام دیتے ہیں، چوتھے صاحبزادے مولانا مفتی عارف اللہ کو جامعۃ الحمید لاہور کا مہتمم وشیخ الحدیث اور الحمید ٹرسٹ کا چیئرمین مقرر کیا گیا ہے۔اللہ تعالی حضرت والا کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے جاری کیے ہوئے دینی شعبوں کو جاری وساری فرما کر آپ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

مسافرانِ آخرت

ادارہ

★ مجلس احرار اسلام رحیم یار خاں کے قدیمی کارکن اور ضلعی صدر حافظ محمد اشرف صاحب کمبوہ کے چچا صاحب مورخہ ۳ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو انتقال کر گئے۔

★ مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے امیر اور مدنی مسجد کے خطیب مولانا محمد طیب معاویہ کے والد 18ر دسمبر کو انتقال کر گئے۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو بچپن سے ہی دین کے لیے وقف کیا اور دینی تعلیم کے لیے قائد احرار حضرت پیر جی مدظلہٗ کے سپرد کیا۔ اللہ ان کی اس کوشش کو قبول کریں اور ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں۔

★ چیچہ وطنی میں مسجد ختم نبوت (رحمان سٹی) اور جماعت کے معاون ’’تحریک طلباء اسلام‘‘ کے سابق کارکن محمد بلال ایڈووکیٹ کے بڑے بھائی محمد ثاقب ظفر (چک نمبر: 39/14/L، ساہیوال) 16 نومبر کو انتقال کر گئے۔

★ مولانا مقبول احمد (سابق طالب علم دار العلوم ختم نبوت) بلاک نمبر 15 چیچہ وطنی کے والد گرامی اور چیچہ وطنی جماعت کے معاون بھائی نصیر احمد (رحمان سٹی) کے چچا جان 7 دسمبر بروز منگل انتقال فرما گئے۔

★ مجلس احرار اسلام ضلع اوکاڑہ کے قدیم مخلص کارکن غلام دستگیر کے والد گرامی مولانا منظور احمد (موضع بارن پور) یکم دسمبر جمعرات کو انتقال فرما گئے۔

★ مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولانا نعمان سنجرانی کے تایا، قدیم احرار کارکن عزیز الرحمٰن سنجرانی مرحوم اور جناب حفیظ الرحمٰن کے بڑے بھائی اور جناب عاصم سنجرانی کے والد ماجد حافظ عبدالرحمٰن سنجرانی رحمہ اللہ، انتقال: ۲۷ر ربیع الاول ۱۴۳۷ھ / ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۶ء

★ مجلس احرار اسلام و مسجد ختم نبوت رحمان سٹی چیچہ وطنی کے معاون چوہدری محمد ندیم کے والد گرامی چوہدری ولی محمد 30 نومبر کو انتقال کر گئے ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں چک نمبر 31.11.L میں ادا کی گئی۔

★ ماسٹر محمد ندیم شہزاد، چیچہ وطنی۔ (چک نمبر 45/12.L) 23 دسمبر جمعۃ المبارک علی الصباح لاہور جاتے ہوئے اپنے دوستوں کے سمیت حادثہ میں وفات پا گئے۔ مرحوم انتہائی نیک سیرت و صالح اور ہر دلعزیز نوجوان تھے، دینی ذوق کے حامل اور علمائے دین سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے، تقریباً دس سال قبل ان کی ملازمت کا تعلق چک نمبر 42/12.L کے گرلز سکول سے ہوا۔ تو حضرت حافظ عبدالرشید چیمہ مرحوم (مدفون جنت البقیع) کے مدرسہ عربیہ رحیمیہ میں مدرسہ کے طلباء کو سکول کی تعلیم پر مامور ہوئے۔ جماعتی تعلق جمعیت علماء اسلام سے قائم ہوا، گذشتہ سال اپریل میں مولانا دین محمد شوقؒ کے انتقال کے بعد مدرسہ عربیہ رحیمیہ 42/12.L اور دفتر مجلس احرار اسلام و دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے اکاؤنٹنٹ (محاسب) کے طور پر خدمات انجام دینے لگے، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ حبیب اللہ چیمہ اور ان کے احباب کے ساتھ خصوصی تعلق و محبت کرتے تھے اور یہ سب کچھ حافظ عبدالرشید چیمہؒ کی نسبت سے تھا۔ خانقاہ سراجیہ اور حلقۂ احرار و جمعیت کے ساتھ والہانہ محبت رکھتے تھے۔ حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کے رفیق سفر ہونے کا بہت شوق رکھتے تھے اور کئی اسفار ان کے ساتھ کرتے رہے، حادثہ والے دن بھی حاجی صاحب کی ہمراہی میں سیالکوٹ کے سفر کا ارادہ رکھتے

تھے لیکن تقدیر کے فیصلے بہرحال انسانی تدبیروں پر غالب آکر رہتے ہیں، حادثہ میں انتقال کر جانے والے تینوں حضرات کی نماز جنازہ 23/دسمبر جمعۃ المبارک کو 45/12.L میں ادا کی گئی۔ جس میں گاؤں اور گردونواح کے لوگوں کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی، نماز جنازہ میں قاضی محمد ذیشان آفتاب، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ چیمہ، مولانا منظور احمد، قاری محمد سدید، حافظ حبیب اللہ رشیدی، قاری محمد سعید، حکیم محمد قاسم، شاہد حمید، قاضی عبدالقدیر، سید احمد عارفی سمیت اکثر ساتھیوں نے شرکت کی۔

★ سید محمد کفیل بخاری کی پھوپھی، سید عطاء المنان بخاری کی خالہ اور سید محمد اویس بخاری کی والدہ ماجدہ 8/دسمبر کو گوجرانوالہ میں انتقال کر گئیں۔

★ حاجی محمد احمد صاحب رحمہ اللہ: شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص حاجی دین محمد رحمۃ اللہ علیہ (بادامی باغ، لاہور) کے فرزند اکبر حاجی محمد احمد صاحب 14/دسمبر کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ آپ کی عمر سو سال تھی، جناب فضل احمد اور جناب حبیب احمد آپ کے چھوٹے بھائی ہیں، جناب عزیز احمد اور خلیل احمد آپ کے فرزندان ہیں۔ حاجی دین محمد رحمتہ اللہ علیہ کا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا، وہ شاہ جی کے بھائی بنے ہوئے تھے اور لاہور میں ہمیشہ ان کے میزبان رہے۔ اس تعلق کو خود حاجی صاحب، آپ کی اولاد اور خاندان نے خوب نبھایا اور اب تک نبھاتے چلے آرہے ہیں۔ حاجی محمد احمد صاحب مرحوم نے حضرت لاہوری اور حضرت امیر شریعت کو خوب دیکھا، سنا تھا۔ زندگی کے آخری ایام تک وہ انہی بزرگوں کا تذکرہ کرتے رہے، انہیں یاد کرتے رہے اور ان کے واقعات سناتے رہے۔ انہوں نے اپنی اولاد اور خاندان کو انہی اکابر کے ساتھ جوڑا، اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے اور خطائیں معاف فرمائے اور مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کے برادران، فرزندان اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔

دعاءِ صحت

- مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں
- حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب گزشتہ ایک سال سے کومے میں ہیں
- مجلس احرار اسلام بہاول پور کے صدر قاری عبدالعزیز صاحب ● مدرسہ معمورہ کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی علیل ہے
- سید محمد کفیل بخاری کے چچا محترم سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب علیل ہیں ● سید محمد کفیل بخاری کی بھانجی اور مفتی سید صبیح الحسن کی ہمشیر علیل ہیں ● لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب طویل عرصے سے علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام چکڑالہ ضلع میانوالی کے کارکن اولیا خان شدید علیل ہیں
- مجلس احرارِ اسلام چشتیاں کے کارکن حافظ فاروق احمد علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفا کاملہ عطا فرمائے۔

مرکزِ احرار و ختمِ نبوت کیلئے مزید جگہ کی خرید!

دارالعلوم ختمِ نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کی تعلیمی ضروریات اور تحفظ ختمِ نبوت کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر ادارے سے متصل جنوب مشرقی جانب تقریباً پونے تین مرلہ رقبہ کا ساڑھے اٹھائیس لاکھ روپے میں سودا طے ہوا ہے۔ انتقال وغیرہ کا خرچہ شامل کر کے تقریباً تیس لاکھ روپے سے زائد بنتا ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے سہارے پر قرض لے کر زرِ بیعانہ ادا کر دیا گیا ہے۔

رابطہ عبداللطیف خالد چیمہ: 0300-6939453
قاری محمد قاسم: 0302-6913303
جملہ اہلِ خیر سے تعاون کی پرزور اپیل کی جاتی ہے

اکاؤنٹ بنام: دارالعلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی۔ اکاؤنٹ نمبر: 076000,4037251873 نیشنل بنک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

منجانب
انجمن دارالعلوم ختمِ نبوت
جامع مسجد (رجسٹرڈ) چیچہ وطنی 040-5482253

❁ ❁ ❁

جامع مسجد بابِ رحمت کے لیے رقبہ کی خریداری کی جارہی ہے

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم کی شاخ جامع مسجد بابِ رحمت، کالر وبستی، علاقہ پرانا برف خانہ، شاہ نور پبلک سکول، گلی نمبر 2 ملتان کی توسیع کے لیے مشرقی جانب مزید رقبہ کی خریداری کی جارہی ہے۔ جس کی تخمینہ لاگت تقریباً 15 لاکھ روپے ہے۔

ترسیلِ زر کے لیے
اکاؤنٹ بنام: سید محمد کفیل بخاری
0278-37102053
UBL MDA Multan

احبابِ خیر سے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے

رابطہ: مولانا محمد اکمل منتظم، مسجد بابِ رحمت
0300-6385277

انسانیت کی خدمت ـــــ دعوت اسلام

انسانیت کی خدمت اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ کتاب مبین، قرآن حکیم کائنات کے تمام انسانوں کے لیے منبع و مرکزِ رشد و ہدایت اور انسانیت کا دستورِ حیات ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری اور انسانی غلامی سے نجات اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔ قرآن کے متعین کردہ اصولوں کی روشنی میں انسانیت کی جو خدمت سرانجام دی جائے گی، وہی معتبر ہے۔

مخلوط سوسائٹی نے قوم میں دینی شعور کا قحط پیدا کر دیا ہے، حالات روز بروز ابتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ دینِ اسلام سے عملی انحراف و بغاوت ہے۔ اسی بغاوت کو قرآن حکیم نے نقصان کہا ہے:

وَالعَصۡرِ اِنَّ الاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ.

''بے شک انسان خسارے میں ہے''

دعوت اسلام، انبیاء کرام علیہم السّلام کا ورثہ و سنت ہے۔ دعوت کا لازمی نتیجہ قوت ہے اور جب قوت حاصل ہو جائے تو پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے غلبۂ حق، قیام امن اور باطل کے خاتمے کے لیے پر امن جدوجہد ہم سب مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

دعوت دین کے کام کو تمام امور پر فوقیت دیں اور قوت پیدا کر کے بدی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

احرار کارکنوں سے خطاب

چناب نگر، فروری ۱۹۸۸ء

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے
★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارلاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053
یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان